آیاتہا ۴۳ سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۳ رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ①

"الف، لام، میم، را، یہ آیتیں ہیں کتاب (الٰہی) کی اور جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے لیکن اکثر لوگ (اپنی کج فہمی کے باعث) ایمان نہیں لاتے"۔

امام النحاس رحمہ اللہ نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مکی ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مدینہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ رعد مدنی ہے سوائے اس ایک آیت کے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ۔

امام ابن ابی شیبہ اور المروزی رحمہما اللہ نے الجنائز میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت پر موت کا وقت قریب آجائے تو اس کے پاس سورۂ رعد پڑھی جائے کیونکہ یہ میت کے لیے آسانی کا باعث ہوتی ہے، یہ اس کی روح قبض ہونے میں تخفیف کا سبب ہوگی اور اس کی شان کے لیے راحت و یسر کا باعث ہوگی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الٓمّٓرٰ سے مراد اَنَا اللّٰهُ اَرٰی ہے۔ یعنی میں اللہ دیکھ رہا ہوں۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الکتاب سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔ اور الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الکتاب سے مراد وہ کتابیں ہیں جو قرآن سے پہلے تھیں اور الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ سے مراد یہ قرآن ہے۔ (4)

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 445، (10852)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 110، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 111

4۔ ایضاً

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

''اللہ وہ (قدرت وحکمت والا ہے) جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے (جیسے) تم انہیں دیکھ رہے ہو پھر وہ متمکن ہوا عرش پر اور پابند حکم بنادیا سورج اور چاند کو، ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ اللہ تعالیٰ تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی، کھول کر بیان کرتا ہے (اپنی) نشانیوں کو، شاید تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرلو اور وہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو اور بنادیئے اس میں پہاڑ اور دریا اور ہر قسم کے پھلوں میں سے دو دو جوڑے بنا دیئے، وہ ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو۔ بے شک ان تمام چیزوں میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتے رہتے ہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ آسمان ستون پر قائم ہیں، تو ابن عباس نے فرمایا: اسے یہ آیت پڑھاؤ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا یعنی تم ان ستونوں کو نہیں دیکھتے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ ایسے ستونوں پر قائم ہو جنہیں تم نہیں دیکھتے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمانوں کے ستون ہیں لیکن تم ان ستونوں کو دیکھ نہیں سکتے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان زمین پر قبہ کی مانند بنایا گیا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آسمان چار ستونوں پر واقع ہے اور ہر زاویہ پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ ایسے ستون ہیں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر ستونوں کے آسمان بنائے پھر انہیں حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو وہ ٹھہر گئے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 112
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 113
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 227 (1348)، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 114
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 112
6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابن ابی شیبہ اور المنذر رنے معاذ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابی کے مصحف میں (بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهُ) تھا۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اجل مسمی سے مراد مدت معلوم ہے اور مقررہ حد ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔
امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تنہا ہی فیصلہ فرماتا ہے۔(1)
امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور اپنے رسل مبعوث فرمائے تاکہ اس کے وعدہ پر لوگ ایمان لے آئیں اور اس کی ملاقات کا یقین کریں۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبداللہ مولی غفرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب نے عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق ومغرب کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ رکھا ہے اور مشرق میں سو سال کا ایسا فاصلہ موجود ہے جہاں کوئی حیوان، جن، انسان، جانور اور شجر نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب میں بھی ایسا ہی سو سال کا فاصلہ موجود ہے اور تین سو سال کا فاصلہ شرق ومغرب کے درمیان ہے جہاں حیوان رہتے ہیں۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ دنیا کی مسافت پانچ سو سال ہے اور چار سو سال کی مسافت غیر آباد ہے اور سو سال کی مسافت آباد ہے اور اس میں سے مسلمانوں کے قبضہ میں ایک سال کی مسافت ہے۔
امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا کے خراب حصہ میں آباد حصہ ایسا ہے جیسے سمندر میں ایک خیمہ ہو۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین چوبیس ہزار فرسخ ہے، سوڈان کے لیے بارہ ہزار، روم کے لیے آٹھ ہزار، فارس کے لیے تین ہزار اور باقی ایک ہزار تمام عرب کے لیے ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کی کل مسافت پانچ سو سال ہے، تین سو سال کا حصہ اس کے آباد کرنے والوں کے لیے ہے اور دو سو حصہ خراب ہے۔
امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کی وسعت پانچ سو سال ہے۔ تین سو سمندر کے لیے ہے اور ایک سو خراب ہے اور ایک سو سال کی مسافت آبادی کے لیے ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کے سات اجزاء ہیں ان میں سے چھ اجزاء پر یاجوج ماجوج رہتے ہیں اور ایک جز پر باقی ساری مخلوق ہے۔
امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بیان کیا گیا ہے کہ زمین کا فاصلہ چوبیس ہزار فرسخ ہے، اس میں سے بارہ ہزار فرسخ ہند کی زمین ہے، آٹھ ہزار چین کی اور تین ہزار مغرب کی اور ایک ہزار عرب کے لیے ہے۔
امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کے تین حصے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 115

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک حصے میں لوگ اور درخت ہیں، ایک حصہ میں سمندر ہیں اور ایک حصہ میں ہوا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے ہوا کو پیدا فرمایا۔ پس ہوا چل پڑی۔ وہ ایک بلند ٹیلہ سے شروع ہوئی جو زمین کے نیچے ہے۔ پھر اس ٹیلہ سے زمین طول وعرض میں پھیلائی گئی جتنی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہی۔ وہ ڈول رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی اور عرض کناں ہوئی: اے میرے رب! تو مجھ پر آدم کی اولاد کو پیدا کر رہا ہے جو مجھ پر گناہ کریں گے اور برے اعمال کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ پیدا فرمائے جو تمہیں نظر آتے ہیں اور جو تمہیں نظر نہیں آتے اور زمین کا ٹھہرانا ایسا تھا جیسے گوشت حرکت کر رہا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ یعنی اللہ نے ہر چیز سے مذکر، مونث بنائے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ یعنی وہ دن کو رات پہنا دیتا ہے۔ (1)

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

''اور زمین میں (مختلف قسم کے) ٹکڑے ہیں جو قریب قریب ہیں اور باغات ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں، کچھ ایک تنے سے پھوٹی ہیں اور کچھ الگ الگ تنوں سے۔ سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی سے (اس کے باوجود) ہم فضیلت دیتے ہیں بعض (درختوں) کو بعض پر ذائقہ اور بو میں۔ بے شک ان میں (اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل مند ہو''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اچھی اور عمدہ زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے فصل اگاتی ہے جب کہ اس کے پڑوس میں شور یلی زمین ہوتی ہے اس پر کوئی فصل نہیں ہوتی حالانکہ زمین ایک ہے، پانی بھی دونوں کے لیے میٹھا اور کڑوا ایک جیسا ہے لیکن ایک کو دوسری پر فضیلت دی گئی ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین میں صرف آسمان کا پانی ہے لیکن زمین کی تہیں اسے تبدیل کر دیتی ہیں۔ پس جو نمکین پانی کو میٹھا کرنا چاہتا ہے وہ زمین سے پانی کو اوپر نکالے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 116 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 117 (متفرق طور پر)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمین کے مختلف ٹکڑے ہیں۔ کچھ شور ملے ملے، کچھ اچھے کچھ نمکین اور کچھ صاف۔(1)

امام ابن جریر، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریب قریب کے علاقہ اور دیہات ہیں۔(2)

امام ابوالشیخ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس سے مراد فارس، اہواز، کوفہ اور بصرہ کے علاقے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک زمین میٹھے پھل اگاتی ہے اور دوسری کھٹے اور ترش پھل اگاتی ہے حالانکہ وہ قریب قریب ہوتی ہیں اور ایک پانی سے سیراب کی جاتی ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمین ایک ہے، اس میں بادام، امرود، انگور، سیاہ وسفید لگتے ہیں۔ بعض حجم میں بڑے ہوئے ہیں اور بعض چھوٹے ہوتے ہیں، بعض میٹھے ہوتے ہیں اور بعض ترش ہوتے ہیں۔ بعض بعض سے عمدہ ہوتے ہیں۔(4)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ) کے تحت روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد وہ درخت ہیں جن کی جڑ ایک ہوتی ہے جب کہ وہ ہوتے متفرق ہیں اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد وہ ہوتے ہیں جو تنہا اگتے ہیں، بعض روایات میں ہے کہ صِنْوَانٌ اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جو دوسری کھجور سے متصل ہوتا ہے اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد متفرق کھجور کے درخت ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں (صِنْوَانٌ) کھجوروں کے ان متعدد درختوں کو کہتے ہیں جو ایک اصل سے پھوٹے ہوں۔ اور (غَيْرُ صِنْوَانٍ) کھجوروں کے الگ الگ درخت ہیں(5)۔ ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ زمین کے مختلف قسم کے ٹکڑے جو قریب قریب ہیں کچھ اچھے اور عمدہ ہیں اور کچھ خبیث شور ملے ہیں۔ (صِنْوَانٌ) ایسے دو کھجور کے درخت یا زیادہ درخت ہیں جن کی اصل ایک ہو۔ غَيْرُ صِنْوَانٍ جو علیحدہ ہوں (بماء واحد) وہ ایک پانی یعنی بارش کے پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑوں کی مثال آدم کی مانند ہے کچھ نیک سیرت ہوئے ہیں اور کچھ بدطینت جب کہ تمام کا باپ ایک ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں کی اصل ایک ہوتی ہے لیکن ذائقہ مختلف ہوتا ہے حالانکہ ان کو ایک ہی پانی ملتا ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد مجتمع اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد الگ الگ درخت ہیں، تمام ایک ہی پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں لیکن ہم ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں بعض انگور سفید ہوتے ہیں بعض سیاہ اور سرخ ہوتے ہیں۔ کچھ انجیر سفید ہوتی ہے اور کچھ سیاہ ہوتی ہے۔ کھجوریں بعض سرخ ہوتی ہیں اور بعض زرد۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17-116
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 177
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 118
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 119
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 120
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 23-20-18-117
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 118

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (صِنْوَانٌ) سے مراد ایسے تین کھجور کے درخت ہیں جن کی اصل ایک ہو جیسے ماں باپ کے تین بچے عمل میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان تین کھجوروں کے پھل بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اگرچہ اصل ایک ہوتی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کے دلوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ جس طرح زمین رحمن کے ہاتھ میں ایک مٹی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے پھیلایا پس زمین کے مختلف ٹکڑے بن گئے جو ایک دوسرے کے قریب تھے۔ ان پر آسمان سے بارش برستی ہے پھر وہ زمین اپنی رونق، پھل اور درخت نکالتی ہے، مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور اس کے قریب والی زمین بارش کے بعد شور، نمک اور خبث ظاہر کرتی ہے حالانکہ دونوں کو ایک ہی پانی یعنی بارش سے سیراب کیا گیا ہے۔ اگر پانی نمکین ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ اس پانی کی وجہ سے زمین نے شور نکالا ہے، اسی طرح لوگ آدم سے پیدا کیے گئے ہیں، ان پر آسمان پر نصیحت نازل ہوتی ہے، کچھ دل نرم ہو جاتے ہیں اور خشوع وخضوع کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ دل سخت ہو جاتے ہیں اور غفلت اور سہو کا اظہار کرتے ہیں حضرت الحسن فرماتے ہیں اللہ کی قسم قرآن سے کسی نے مجلس اختیار نہیں کی مگر اس نے اٹھنے کے وقت زیادتی یا کمی پائی۔ اللہ فرماتا ہے: وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (اسراء) اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو (باعث) شفا ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لیے مگر خسارہ کو۔(2)

امام ابن جریر اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد وہ کھجور کے دو یا تین درخت ہیں جن کی اصل ایک ہوتی ہے اور فرماتے ہیں مجھے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عباس کے درمیان ایک جھگڑا ہوا۔ حضرت عباس نے حضرت عمر پر زیادتی کی، حضرت عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ، عباس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، میں نے ان سے جوابی کارروائی کا ارادہ کیا لیکن پھر مجھے آپ کا ان سے رشتہ وتعلق یاد آ گیا اور میں کسی قسم کی کارروائی کرنے سے رک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے عباس کے متعلق تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ وہ میرے آباؤ واجداد کا بقیہ ہے اور انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے فرمایا: اے عمر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسان کا چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔(5)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اے علی! لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور تو۔ اے علی! ایک درخت سے ہیں پھر حضور علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 22-121 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 121
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو نون کے ساتھ پڑھا ہے: نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ۔

امام ترمذی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ردی کھجور، فارسی، میٹھے اور ترش پھل۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ترش ہے، یہ میٹھا ہے، یہ ردی ہے، یہ فارسی ہے۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ میٹھا ہے، یہ کڑوا ہے، یہ ترش ہے، اسی طرح اولاد آدم کا باپ ایک ہے، بعض ان میں سے مومن ہیں، بعض کافر ہیں۔

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

''اے سننے والے! اگر تو (ان کے تعصب پر) حیران ہوا ہے تو حیرت انگیز ان کا یہ قول بھی ہے کہ کیا جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے (دوبارہ) پیدا کیا جائے گا۔ یہی (منکرین قیامت) وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا اور انہیں (بدنصیبوں) کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس (آگ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ اگر آپ ان کے جھٹلانے پر تعجب کرتے ہیں تو ان کا یہ قول بھی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر آپ ان کی تکذیب پر تعجب کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے قدرت الٰہی اور اس کے حکم کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مثالیں بیان فرمائی ہیں، اس نے انہیں مردوں کو زندہ کر کے دکھلایا ہے اور مردہ زمینوں کو آباد کر کے دکھایا ہے۔ ان کے اس قول پر تعجب کرو کہ وہ کہتے ہیں: کیا جب مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر ہمیں نئے سرے سے زندہ کیا جائے گا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نطفہ سے پیدا کیا تھا یہ مٹی اور ہڈیوں سے پیدا کرنے کی بنسبت زیادہ مشکل تھا۔ (3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قیامت کے جھٹلانے پر تعجب کر رہا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 124 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 125 4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان بدنصیبوں کی گردنوں میں بیڑیاں اس لیے نہیں ڈالی جائیں گی کہ وہ رب سے بھاگ نہ جائیں بلکہ اس لیے ان کی گردنوں میں یہ بیڑیاں ڈالی جائیں گی کہ جب ان پر آگ کے شعلے بھڑکیں گے تو وہ بیڑیاں انہیں آگ میں ہی قید رکھیں گی۔(1)

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

''اور یہ تیزی سے مطالبہ کرتے ہیں آپ سے برائی (عذاب) کا نیکی (یعنی بخشش) سے پہلے اور (ان نادانوں کو یاد نہیں کہ) گزر چکے ہیں ان سے پہلے نزول عذاب کے کئی واقعات اور (اے محبوب!) بلاشبہ آپ کا رب بہت بخشنے والا (بھی) ہے لوگوں کے لیے ان کے ظلم (زیادتی) کے باوجود اور بے شک آپ کا رب سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: اس آیت میں بِالسَّيِّئَةِ سے مراد عذاب ہے اور الْحَسَنَةِ سے مراد عافیت ہے۔ اور الْمَثُلٰتُ سے مراد گزشتہ قوموں پر واقع ہونے والے عذاب الٰہی کے واقعات ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمَثُلٰتُ سے مراد وہ عذاب کے واقعات ہیں جو پہلی قوموں پر وارد ہوئے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بندر اور خنازیر، الْمَثُلٰتُ ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے الْمَثُلٰتُ سے مراد امثال ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا عفو ودرگزر نہ ہوتا تو کسی کے لیے یہ زندگی خوشگوار نہ ہوتی۔ اگر اس کی وعید اور عقاب نہ ہوتا تو ہر ایک (عفو پر) بھروسہ کر لیتا۔(4)

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

''اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئی ان کی طرف کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ تو (کجروی کے انجام بد سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں''۔

ابن جریر، ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قول مشرکین عرب نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی خاص نشانی کیوں نہ اتاری گئی۔ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک داعی ہوتا ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 126 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 27-126 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 127
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 128

9/

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں هَادٍ سے مراد داعی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُنْذِرٌ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور هَادٍ سے مراد نبی ہے جو اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے مُنْذِرٌ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قوم کو ہدایت دینے والا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور وہی ہدایت دینے والے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الضحاک رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں منذر ہوں اور اپنے ہاتھ سے حضرت علی کے کندھے پر اشارہ کیا اور فرمایا: اے علی! تو ھادی ہے، میرے بعد تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ الاسلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا پھر حضرت علی کے سینے پر رکھا اور فرمایا لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المنذر (ڈرانے والا) میں ہوں اور ھادی (ہدایت دینے والا، راہنمائی کرنے والا) علی بن ابی طالب ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں حاکم، ابن مردویہ، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذر ہیں اور میں ہادی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ ہادی بنی ہاشم کا ایک آدمی ہے اور مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی ذات ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ اور (جانتا ہے) جو کم کرتے ہیں رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک اندازہ سے ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 31-130 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 30-129 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 128
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 129 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 130 عن ابن عباس

بچہ ہے یا بچی ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو رحم کم کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو حمل کے دوران خون دیکھتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ سے مراد خون کا نکلنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد خون کا رک جانا ہے۔(2)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَمَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ سے مراد عورت کا حمل کے دوران خون دیکھنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد نو مہینوں پر زیادتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نو ماہ پر کمی اور زیادتی ہے۔ ضحاک کہتے ہیں میری ماں نے مجھے اپنے پیٹ میں دو سال اٹھائے رکھا اور مجھے جنم دیا تو میرے ثنایا دانت نکلے ہوئے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: وَمَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ سے مراد نو ماہ سے جو کم کرے اور ماتزداد سے مراد جو نو ماہ سے زائد ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَمَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ سے مراد بچے کا ادھورا گرنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد کمی پر حمل کی اتنی زیادتی ہے کہ وہ اسے مکمل بچہ جنم دیتی ہے۔ اسی مفہوم کی وجہ یہ ہے کہ بعض عورتیں دس ماہ اٹھائے رکھتی ہیں، بعض نو ماہ اٹھائے رکھتی ہیں، بعض مدت حمل سے زائد اٹھائے رکھتی ہیں اور بعض کم مدت اٹھائے رکھتی ہیں، یہی کمی اور زیادتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے اور یہ ساری کیفیات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو مدت نو ماں سے کم وہ غیض ہے اور جو نو ماں سے زائد ہو وہ زیادت ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حمل دو سال سے زائد اتنی مقدار بھی نہیں رہتا جتنی مقدار میں چرخہ کا دکڑا گھومتا ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عورت حمل کے دوران خون دیکھے تو بچہ کمزور ہوتا ہے اور جب نہ دیکھے تو بچہ بڑا ہوتا ہے۔(6)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وَمَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ سے مراد بچے کا ادھورا گرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الجنین جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، نہ کوئی چیز طلب کرتا ہے، نہ پریشان و غمگین ہوتا ہے۔ اس کا رزق ماں کے پیٹ میں اس کے حیض کے خون سے آتا ہے۔ اسی وجہ سے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب بچہ زمین پر پہنچتا ہے تو چیختا ہے اور اس کا چیخنا نئے مکان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب اس کی ناف کاٹی جاتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 132
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 32-131
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 134
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 133
6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کی ماں کے پستانوں میں تبدیل کر دیتا ہے حتی کہ وہ اس وقت بھی نہ کوئی خواہش کرتا ہے اور نہ غمگین و پریشان ہوتا ہے پھر بچہ بن جاتا ہے تو ہاتھ میں کسی چیز کو پکڑ کر کھاتا ہے اور جب بالغ ہوتا ہے تو کہتا ہے میرے لیے رزق کہاں سے ہائے افسوس تجھ پر اس نے تجھے تیری ماں کے پیٹ میں غذا دی جب کہ تو چھوٹا بچہ تھا حتی کہ جب تو مضبوط اور سمجھدار ہو گیا تو تو نے کہا: میرا رزق کہاں ہے؟ پھر مکحول نے یہ آیت تلاوت کی یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى...... الآیہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ یعنی ہر چیز کے لیے ایک مدت ہے۔ اس نے اپنی مخلوق کے رزق اور ان کی عمروں کو مخصوص مدت کے لیے محفوظ رکھا ہے اور اس نے معلوم مدت مقرر کی ہے۔ (1)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠

"وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ چیز کو اور ہر ظاہر چیز کو، سب سے بڑا عالی مرتبہ ہے (اس کے علم میں) سب یکساں ہیں تم میں سے وہ بھی جو آہستہ بات کرتا ہے اور جو بلند آواز سے بات کرتا ہے اور وہ بھی جو چھپا رہتا ہے رات کے وقت اور جو چلتا پھرتا رہتا ہے دن کے وقت"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا معنی سر اور علانیہ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند آواز سے بات کرنے والا اور آہستہ بات کرنے والا برابر ہیں اور رات کو چھپ کر گناہ کرنے والا اور دن کو ظاہراً گناہ کرنے والا برابر ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آہستہ، علانیہ، ظلمت اور روشنی سب یکساں ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ آہستہ بات میں سے بھی جانتا ہے جو علانیہ میں سے جانتا ہے، وہ علانیہ میں سے جانتا ہے جو آہستہ میں سے جانتا ہے، وہ رات میں سے جانتا ہے جو دن میں جانتا ہے اور رات میں سے جانتا ہے جو وہ دن میں سے جانتا ہے۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ سے مراد ظاہراً کام کرنے والا ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مشکوک شخص ہے۔ جب وہ باہر نکلتا ہے تو لوگوں کو دکھاتا ہے کہ میں گناہ سے بری ہوں۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 135 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 137 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

''انسان کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں۔ اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی۔ وہ نگہبانی کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی (اچھی یا بری) حالت کو جب تک وہ لوگ اپنے آپ میں تبدیلی پیدا نہیں کرتے اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا تو کوئی ٹال نہیں سکتا اسے اور نہ ہی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی مدد کرنے والا ہوتا ہے''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی (الکبیر میں) ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت عطا بن یسار کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ یہ دونوں آپ کے سامنے بیٹھ گئے، عامر نے کہا: اگر میں اسلام قبول کرلوں تو آپ میرے لیے کیا کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے وہ حقوق وفرائض ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے لیے ہیں۔ عامر نے کہا: کیا اپنے بعد خلافت کا حق میرے لیے مختص کریں گے اگر میں اسلام قبول کرلوں؟ فرمایا: یہ امر خلافت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے ہے، لیکن تیرے لیے گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ اس نے کہا: میرے لیے خیمے اور اپنے لیے مٹی کے گھر بنا دے۔ نبی کریم نے فرمایا: نہیں۔ جب وہ واپس پلٹا تو کہنے لگا: میں تم پر گھوڑوں اور پیدل فوج کے ذریعے حملہ کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے محفوظ رکھے گا، جب اربد اور عامر باہر نکلے تو عامر نے کہا: اے اربد! میں باتوں میں محمد ﷺ کو تجھ سے غافل کردوں گا، تم اس پر تلوار سے وار کردینا، جب تو محمد ﷺ کو قتل کردے گا تو لوگ دیت سے کچھ زیادہ مطالبہ نہ کریں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے ہم انہیں دیت ادا کردیں گے۔ اربد نے کہا: میں ایسا کروں گا۔ وہ دونوں واپس آئے تو عامر نے کہا: اے محمد! ﷺ آپ اٹھیں میں آپ کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے اور ایک دیوار کے ساتھ علیحدہ ہوگئے۔ عامر آپ کے ساتھ باتیں کررہا تھا تو اربد نے تلوار سونت لی۔ جب اس نے اپنا ہاتھ تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے دستہ پر ہی خشک ہوگیا اور تلوار کو لہرا بھی نہ سکا۔ اربد نے تلوار مارنے میں دیر کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سب کچھ ملاحظہ فرمایا جو کچھ اربد کے ساتھ ہوا تھا جب وہ دونوں واپس ہوئے تو عامر نے اربد سے کہا: تجھے کیا ہوا تھا تو نے وار نہیں کیا؟ اس نے کہا: میں نے تلوار پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خشک ہوگیا۔ پھر جب عامر اور اربد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے حتی کہ جب وہ دونوں حرۃ واقم پر تھے تو وہاں پڑاؤ کیا۔ ان کے پاس سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر گئے اور کہا اے اللہ کے دشمنو! دفع ہو جاؤ! تم دونوں پر اللہ کی لعنت ہو، حضرت سعد نے ان دونوں کو مارا۔ عامر نے کہا: اے سعد یہ کون ہے سعد نے کہا: یہ اسید بن حضیر الکتائب ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! حضیر میرا دوست تھا۔ جب وہ دونوں رقم میں تھے تو

اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی تو اس نے اسے قتل کر دیا، عامر نکلا حتی کہ جب وہ خریب کے مقام پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا زخم لگایا کہ وہ اس کی وجہ سے مرگیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے اربد اور اس کے قتل ہونے کا ذکر کیا۔ فرمایا هُوَ الَّذِیْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ (الرعد)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ کا ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرشتے انسان کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ حفاظت اللہ کے امر سے اور اللہ کے امر کے ساتھ ہوتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں اور امر اللہ سے مراد باذن اللہ ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے اللہ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ فرشتے اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور بعض قرأت میں يَحْفَظُوْنَهٗ بِاَمْرِ اللّٰهِ کے الفاظ ہیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سلطان کے ولی کے اوپر محافظ ہوتے ہیں جو اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ میرے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔ اور جب میں کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہوں تو اس سے کوئی ٹال نہیں سکتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ فرماتے ہیں بادشاہ اپنے محافظ بناتے ہیں جو ان کی آگے، پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں اور دائیں بائیں سے بھی نگرانی کرتے ہیں، وہ اس کی قتل سے حفاظت کرتے ہیں۔ کیا تو نے یہ ارشاد نہیں سنا وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا جب اللہ تعالیٰ کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 141
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 138
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 141
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142
6۔ ایضاً

قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے محافظ اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ فرماتے ہیں اس سے مراد یہاں امراء ہیں۔(1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو دن، رات انسان کے پیچھے رہتے ہیں اور بنی آدم کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام ابن المنذر نے ایک اور طریق سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ یعنی فرشتے دن، رات انسان کے پیچھے رہتے ہیں اور اعمال لکھتے رہتے ہیں اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے دن اور رات میں یکے بعد دیگرے آتے ہیں، ابن آدم کے اعمال لکھتے ہیں۔ اسی کی مثل یہ ارشاد بھی ہے: عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ (ق:17) نیکیاں اس کے سامنے سے اور برائیاں اس کے پیچھے سے لکھتے ہیں۔ جو فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہوتا ہے وہ نہیں لکھتا مگر دائیں جانب والے فرشتے کی شہادت کے ساتھ لکھتا ہے۔ جب انسان چلتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے سر کے پاس ہوتا ہے اور ایک اس کے قدموں کے پاس ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد کراماً کاتبین ہیں انسان کی حفاظت کا انہیں اللہ کی طرف سے حکم ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنوں میں سے کچھ جن اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔(3)

عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس قول کے متعلق روایت کیا ہے: فرشتے انسان کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ جب وہ قضائے حاجت کے لیے جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہر انسان پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کی نیند اور بیداری کی حالت میں جنوں، انسانوں اور کیڑوں سے حفاظت کرتا ہے۔ جو چیز بھی انسان کو تکلیف پہنچانے کے لیے آتی ہے وہ فرشتہ اسے پیچھے کر دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز اس کو پہنچ جاتی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر انسان پر زمین (کا نشیب و فراز) نرم اور سخت زمین ظاہر ہو جائے تو وہ ہر جگہ شیاطین دیکھ لے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تم پر فرشتے مقرر نہ کیے ہوتے جو تمہارے کھانے، پینے اور تمہاری شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں تو وہ شیاطین تمہیں اچک کر لے جاتے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مراد قبیلہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 140 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 141 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 143
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 139 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 140 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 143

پاس گیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے حضرت علی سے کہا: ہوشیار رہو، مراد کے کچھ لوگ تمہیں قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں، حضرت علی نے فرمایا: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، جب تک کہ تقدیر کا فیصلہ نہیں آتا، جب تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں، موت کا مقررہ وقت ایک مضبوط ڈھال ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کا دفاع کرتا ہے حتی کہ وہ اس کو تقدیر الہٰی کے فیصلہ کے حوالے کر دیتا ہے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر شخص کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں، دو فرشتے دن کے وقت اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے اور فرشتے آجاتے ہیں۔ وہ دونوں رات کے وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے وہ فرشتے اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اسے کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچتی جو اس کی تقدیر میں لکھی نہیں گئی ہوتی۔ اور جب بھی کوئی چیز اس پر حملہ آور ہوتی ہے وہ فرشتے اس کو دور کر دیتے ہیں۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا؟ ایک شخص دیوار کے پاس سے گزرتا ہے۔ جب وہ گزر جاتا ہے تو دیوار گر جاتی ہے۔ جب نوشتہ تقدیر کا وقت آجاتا ہے تو وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ انسان کی حفاظت کریں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت اس طرح ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَرَقِيْبٌ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے، (لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ رُقَبَاءُ مِنْ خَلْفِهٖ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ يَحْفَظُوْنَهٗ)(4)

حضرت ابن عباس نے یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا (له مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ رَقِيْبٌ مِّنْ خَلْفِهٖ)(5)

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں کہ کہیں اس پر دیوار نہ گر جائے، کسی کنویں میں نہ گر جائے، اسے کوئی درندہ نہ کھا جائے، غرق نہ ہو جائے، جل نہ جائے، لیکن جب تقدیر الہٰی آجاتی ہے تو فرشتے تقدیر الہٰی کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، طبرانی اور الصابونی نے المائتین میں ابو اسامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو اس کا دفاع کرتے ہیں جب تک کہ اس پر تقدیر کا فیصلہ نہیں آجاتا۔ آنکھ کے لیے سات فرشتے ہیں جو اس کا اس طرح دفاع کرتے ہیں جس طرح گرمیوں کے دنوں میں مکھیوں سے شہد کے پیالہ کا دفاع کیا جاتا ہے۔ اگر تمہارے لیے ظاہر کر دیا جائے تو تم شیطان کو ہر نرم زمین اور پہاڑ پر دیکھ لو۔ ہر ایک اپنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 143 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 139

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142 5۔ ایضاً

ہاتھ کھولے ہوئے ہے، اگر انسان کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اپنی حفاظت پر چھوڑ دیا جائے تو شیاطین اسے اٹھا کر لے جائیں۔

امام ابوداؤد نے (القدر میں) ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر بندے کے لیے ایسے فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، اس پر نہ دیوار گرتی ہے، نہ وہ کنویں میں گرتا ہے اور نہ اسے کوئی موذی چیز ڈستی ہے حتی کہ تقدیر آ پہنچتی ہے، اس وقت فرشتے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے وہ اسے پہنچ جاتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر شخص پر ایک فرشتہ متعین ہے جب بھی کوئی چیز اس کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتی ہے۔ وہ فرشتہ اسے کہتا ہے اس سے بچ، اس سے بچ۔ جب تقدیر آ جاتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کنانہ العدوی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ فرمایا ایک فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے جو اس کی نیکیاں لکھنے پر مقرر ہے۔ وہ اس فرشتے پر امین ہوتا ہے جو بائیں جانب ہوتا ہے، جب تو کوئی نیکی کرتا ہے تو تیری دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو کوئی برائی کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ، دائیں جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے (کیا) میں یہ برائی لکھ لوں؟ دائیں جانب والا فرشتہ کہتا ہے نہیں، ہوسکتا ہے اللہ سے یہ معافی مانگ لے اور توبہ کرلے۔ جب وہ تین مرتبہ پوچھتا ہے تو پھر وہ کہتا ہے: یہ برائی لکھ دے۔ اللہ ہمیں اس سے راحت دے یہ برا ساتھی ہے۔ اللہ کے لیے اس کا مراقبہ کتنا کم ہے اور اس کا اس سے حیا کتنا قلیل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق) ''نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے''۔ دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ایک فرشتہ تیری پیشانی سے پکڑے ہوئے ہے، جب تو تواضع کرتا ہے تو وہ تجھے بلند کرتا ہے اور جب تو اللہ پر بڑائی کا اظہار کرتا ہے تو وہ تجھے گرا دیتا ہے، دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر ہیں، وہ تیرے نبی کریم پر درود پڑھنے کو محفوظ کرتے ہیں، ایک فرشتہ تیرے منہ پر مقرر ہے، وہ تیرے منہ میں سانپ کے داخل ہونے سے حفاظت کرتا ہے اور دو فرشتے تیری دائیں جانب پر ہیں۔ یہ کل دس فرشتے ہیں جو ہر انسان پر مقرر ہیں، رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے، دن کے فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں۔ یہ بیس فرشتے ہر آدمی پر مقرر ہیں۔ ابلیس دن کے وقت ہوتا ہے اور اس کی اولاد رات کے وقت (انسان کو غلط راستے پر چلانے کے لیے سرگرم ہوتی ہے)۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کی گئی نعمتوں کو تبدیل نہیں فرماتا حتی کہ وہ بدکاریاں اور نافرمانیاں شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ بندوں کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں اپنی نعمتوں کو اٹھا لیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13 صفحہ 39-138

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت، جلال اور میرے عرش کے بلند ہونے کی قسم کوئی بھی بستی والے، کوئی گھر والے، دیہات میں رہنے والے افراد جو میری نافرمانی کرتے ہیں پھر میری اطاعت کرنے لگ جاتے ہیں جو مجھے محبوب ہے تو میں ان کے عذاب کو اپنی رحمت سے بدل دیتا ہوں جو انہیں محبوب ہوتی ہے اور جو گھر والے بستی والے اور کسی دیہات میں رہنے والے افراد جو میری اطاعت کرتے ہیں جو مجھے محبوب ہے پھر وہ میری نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میں انہیں اپنی محبوب رحمت کے بجائے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہوں جو انہیں ناپسند ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عامر نے آپ ﷺ سے پوچھا: اگر میں آپ کی اتباع کروں تو آپ مجھے کیا عطا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو شہسوار ہے میں تجھے گھوڑوں کی لگامیں دوں گا، اس نے کہا: صرف یہی؟ آپ ﷺ نے پوچھا: تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرے لیے مشرق و مغرب ہو اور میرے لیے خیمے اور آپ کے لیے مٹی کا گھروندا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا تو کبھی نہیں ہوگا۔ عامر نے کہا: میں آپ پر گھوڑوں اور پیدل فوج کے ساتھ چڑھائی کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے محفوظ رکھے گا وہ دونوں ایک قبیلہ کے پاس آئے جنہیں اوس وخزرج کہا جاتا تھا۔ پھر وہ دونوں نکلے، عامر نے اربد سے کہا مگر ہمارے لیے اس شخص کا قتل کرنا ممکن ہو تو ہم سے بدلہ نہیں لیا جا سکے گا اور وہ لوگ اس بات پر راضی ہو جائیں گے کہ ہم انہیں دیت دے دیں اور وہ صلح کو پسند کرلیں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے۔ جب انہوں نے فیصلہ کیا: تو دوسرے نے کہا اگر تو چاہے تو ایسا کر لے۔ دونوں نے پھر مشورہ کیا، ایک نے کہا: میں اسے باتوں میں مشغول کروں گا تو اس پر پیچھے سے تلوار کے ساتھ وار کر دینا۔

یہ طے کرنے کے بعد اربد نبی کریم ﷺ کی پیٹھ کی طرف ہو گیا اور عامر نے سامنے آکر کہا: آپ مجھ پر اپنی حقیقت حال بیان کریں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں اپنا پیغام سنا دیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ آپ سے باتیں کرتا رہا، جب اربد نے وار نہ کیا تو اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا تو کیوں رکا ہوا ہے۔ اربد نے کہا: میں نے جب اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر رکھا تو وہ خشک ہو گیا اور مجھے کسی بات پر قدرت نہ ہوئی۔ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا رہا لیکن وہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلے اور حرہ پہ پہنچے تو ان کی یہ سازش سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر سن چکے تھے۔ یہ دونوں صحابہ اپنے اپنے ہتھیار اور نیزے اٹھا کر ان کی طرف نکلے، حضرت اسید اپنی تلوار گردن میں لٹکائے ہوئے تھے، اسید نے عامر بن طفیل سے کہا: اے کانے! اے خبیث! تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرائط طے کرتا ہے؟ اگر آج تو رسول اللہ ﷺ کی امان میں نہ ہوتا تو میں اسی جگہ تیرا سر قلم کر دیتا۔ عامر نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اسید بن حضیر ہے۔ اس نے کہا اگر اس کا باپ زندہ ہوتا تو میرے ساتھ یہ ایسا سلوک نہ کرتا۔ پھر عامر نے اربد سے کہا: اے اربد! تو یہاں سے عذبہ کی طرف چلا جا اور میں محمد کی طرف جاتا ہوں میں لوگوں کو جمع کروں گا تاکہ ان کے ساتھ جنگ کروں۔ اربد نکلا۔ جب ارقم کے مقام پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک ایسی کڑک بھیجی جس نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا، عامر چلا جب وہ وادی الحرید میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر طاعون

نازل کر دیا۔ وہ چیخ رہا تھا اے آل عامر! اونٹ کے پھوڑے کی طرح ایک پھوڑا مجھے قتل کر رہا ہے اور سلولیہ کے گھر میں موت آ رہی ہے یہ قیس قبیلہ کی ایک عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ سے یہ مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں جو آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ فرشتے امر الٰہی سے حفاظت پر مامور ہیں۔

لبید نے اپنے بھائی اربد کا مرثیہ اس طرح کہا ہے:

مجھے اربد کے مرنے کا خدشہ تھا اور میں آسمان کے ستارے اور شیر سے نہیں ڈرتا تھا۔

نجد کے ناپسندیدہ دن مجھے بجلی کی کڑک نے ایک شہسوار کی موت کے ساتھ تکلیف پہنچائی۔ (1)

امام ابوالشیخ نے قتادہ سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ تبدیلی لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے جب کہ آسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنی بداعمالیوں کے ساتھ نہ بدلو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کوئی دیہات والے، کوئی گھر والے اطاعت الٰہی کو چھوڑ کر معصیت الٰہی اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے محبوب چیزیں چھین کر انہیں ناپسندیدہ چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے پھر فرمایا: اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ الخ۔

امام ابوالشیخ نے سعید بن ہلال سے روایت کا ہے فرماتے ہیں: کسی نبی کی قوم جب برائیوں اور بداعمالیوں میں حد سے بڑھنے لگی تو ان کے نبی نے انہیں فرمایا تم ایک جگہ جمع ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دوں۔ وہ جمع ہوئے تو اس نبی کے ہاتھ میں ایک ٹھیکری تھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے گناہوں کا ارتکاب کیا جو آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور تم ان سے توبہ نہیں کرتے اور نہ تم ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہو، میں تمہیں اس طرح توڑ دوں گا جیسے یہ ٹھیکری توڑی جاتی ہے۔ پھر اس نبی نے اس ٹھیکری کو پھینکا تو وہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ پھر فرمایا: میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کروں گا، تم سے کچھ نفع نہ اٹھایا جائے گا اور تم پر ایسا شخص مسلط کروں گا جس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا وہ تم سے میرے لیے انتقام لے گا پھر میں اپنے لیے خود انتقام لوں گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جھگڑنا بھی ایک سزا ہے۔ پس اللہ کی سزا کا تلوار سے استقبال نہ کرو بلکہ تضرع وزاری سے اس کا استقبال کرو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم گناہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہارے لیے سزا پیدا کر دیتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ میں اللہ ہوں سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں میں اپنے دلوں کو بادشاہوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 144

اسباب سے مشغول نہ کرو مجھ سے مانگو میں تم پر ان سے زیادہ مہربان ہوں۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ

''وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی (کبھی) ڈرانے کے لیے اور (کبھی) امید دلانے کے لیے اور اٹھاتا ہے (دوش ہوا پر) بھاری بادل''۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسافر کو اسی بجلی کے ذریعے ڈراتا ہے۔ وہ حالت سفر میں بجلی کے کوندنے سے ڈرتا ہے اور مقیم کو اس کے ذریعے امید دلاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملنے کی امید کرتا ہے اور وہ بارش کی منفعت اور برکت کی امید کرتا ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمندر میں سفر کرنے والوں کو بجلی سے ڈراتا ہے اور خشکی پر رہنے والوں کو اس کے بعد امید دلاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خوف سے مراد وہ خوف ہے جو کڑک کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ اور طمع سے مراد بارش ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوجہضم موسیٰ بن سالم مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس نے ابوالجلد کی طرف بجلی کے متعلق سوال کرتے ہوئے لکھا تو ابوالجلد نے کہا البرق سے مراد پانی ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شعیب الجبائی نے فرمایا: حاملین عرش فرشتوں کے نام کتاب اللہ میں الحیات ہیں۔ ہر فرشتے کا انسان، شیر اور گدھ کا چہرہ ہے۔ جب وہ اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں تو بجلی پیدا ہوتی ہے۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا: انسان اور بیل اس کے دائیں پاؤں کے نیچے اور دوسرے پاؤں کے نیچے گدھ اور شیر (کا چہرہ) ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ بجلی چمکاتے ہیں اور علماء فرماتے ہیں ان کو حیات کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ البرق کے چار چہرے ہیں انسان کا چہرہ، بیل کا چہرہ، گدھ کا چہرہ، شیر کا چہرہ، جب وہ اپنی دم کو ہلاتا ہے تو بجلی چمکتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتے کی چمک ہے جس کے ساتھ وہ بادل کو چلاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی وہ فرشتہ ہے جو دکھائی دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 148 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 148

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں کئی طرق کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتوں کے ہاتھوں میں آگ کے کوڑے ہیں اور اس کے ساتھ وہ بادلوں کو ہانکتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی یہ آگ کے کوڑے ہیں جن کے ساتھ کڑک بادلوں کو ہانکتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بجلی، اولوں کو مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے کتاب العظمۃ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتے کے اولوں کو مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ اہل زمین پر ظاہر کر دی جائے تو لوگ غش کھا کر گر جائیں۔

امام الشافعی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، جب تم میں سے کوئی بجلی کو دیکھے تو نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ اس کا وصف بیان کرے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ یعنی وہ بھاری بادل اٹھاتا ہے جس میں پانی ہوتا ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا کتاب المطر میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں، بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے وہ انتہائی عمدہ کلام فرماتا ہے اور انتہائی خوبصورت ہنستا ہے۔ ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں النطق (کلام کرنے) سے مراد الرعد (کڑک) ہے اور الضحک (ہنسنے) سے مراد البرق (بجلی) ہے۔

امام العقیلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے۔ پھر اس میں پانی اتارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے سے کوئی چیز زیادہ حسین نہیں ہے اور اس کے بولنے سے زیادہ کوئی چیز خوبصورت نہیں ہے اور اس کے بولنے سے مراد کڑک ہے اور اس کے ہنسنے سے مراد بجلی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن بجار الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بادل کا نام اللہ کی بارگاہ میں العنان ہے اور الرعد (کڑک) یہ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو زجر و توبیخ کرتا ہے البرق (بجلی) اس فرشتے کا ایک ہاتھ ہے جسے روبیل کہا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خزیمہ بن ثابت (یہ انصاری نہیں ہے) نے رسول اللہ ﷺ سے بادل کے اٹھانے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک فرشتہ بادل پر مقرر ہے جو دور والے بادل کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے اور جو قریب ہوتے ہیں انہیں مزید قریب کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا ہے، جب وہ اسے بلند کرتا ہے تو بادل چمکتا ہے، جب وہ جھڑکتا ہے تو بادل کڑکتا ہے، جب وہ مارتا ہے تو گرجتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 148

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

''اور رعد اس کی پاکی بیان کرتا ہے اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تسبیح کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے پھر گراتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے اس حال میں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے''۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم نے الدلائل میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے ابوالقاسم! ہم آپ سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں ان کے متعلق صحیح جواب دیں گے تو ہم آپ کی اتباع کریں گے اور ہم جان لیں گے کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے اسی طرح عہد لیا جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا۔ جب آپ نے کہا تھا (واللہ علی مانقول وکیل) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے سوال پیش کرو انہوں نے پوچھا: نبی کی نشانی کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی آنکھیں سوتی ہیں اس کا دل نہیں سوتا۔ دوسرا سوال یہ پوچھا کہ (ماں کے پیٹ میں) بچہ اور بچی کیسے ہوتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آجاتا ہے تو بچی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ اسرائیل نے اپنے اوپر کون سی چیز حرام کی تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ آپ نے اس کے مناسب سوائے اونٹوں کے دودھ کے کوئی چیز مناسب نہ پائی تو آپ نے ان کا گوشت اپنے اوپر حرام کر دیا، یہود نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ چوتھا سوال یہ کیا کہ یہ کڑک کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: یہ اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادل کے اوپر مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہے جس کے ذریعے وہ بادل کو ہانکتا ہے اور وہاں اسے لے جاتا ہے۔ جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے پھر پوچھا یہ آواز کیا ہوتی ہے جو بادل سے ہم سنتے ہیں؟ فرمایا یہ اس کی آواز ہوتی ہے۔ یہود نے کہا: آپ نے یہ بھی سچ کہا۔ اب صرف ایک سوال باقی ہے، اگر آپ نے اس کا صحیح جواب دیا تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔ ہر نبی کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے پاس اخبار لاتا ہے ہمیں بتائیے کہ آپ کے ساتھ کون سا فرشتہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل۔ یہود نے کہا وہ تو جنگ وجدال اور عذاب نازل کرتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ اگر آپ میکائیل فرشتہ کا نام لیتے جو رحمت، نبات اور بارش اتارتا ہے تو پھر بات ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الی آخر الآیۃ (البقرہ: 97)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی نے السنن میں اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ، فرشتہ ہے اور البرق اس کا بادل کو

اور یہ کہ کوڑے کے ساتھ مارتا ہے۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن ابی الدنیا نے المطر میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے الرَّعْدُ کی آواز سنی تو فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس کی تو نے تسبیح بیان کی اور فرمایا: رعد ایک فرشتہ ہے جو بادل کو آواز دیتا ہے جس طرح چرواہا اپنے ریوڑ کو آواز دیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے اس کا نام رعد ہے یہ وہ ہے جس کی آواز تم سنتے ہو۔ اور بجلی یہ نور کا ایک کوڑا ہے جس کے ساتھ فرشتہ بادل کو ہانکتا ہے۔(1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ اس کا فرشتہ ہے جس کا نام الرَّعْدُ ہے اس کی آواز اس کی تسبیح ہے، جب وہ سختی سے جھڑکتا ہے تو بادل خوف کے مارے آپس میں ٹکراتا ہے اور اس کی وجہ سے درمیان میں کڑک پیدا ہوتی ہے۔

ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو اپنی تسبیح و تکبیر کے ذریعے بادل کو جھڑکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بادل سے زیادہ تیز چلنے والی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی ایک فرشتہ اسے چلاتا ہے۔ الرَّعْدُ فرشتے کی آواز ہے جس کے ساتھ وہ بادل کو جھڑکتا ہے حتی کہ وہ جمع ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی سواری کو روکتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو چلاتا ہے اور اس کی گونج اس کی آواز ہے۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتہ ہے۔ اس کی آواز اس کی تسبیح ہے۔

ابن جریر، الخرائطی اور ابوالشیخ نے ابوصالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مقرر کیا گیا ہے، وہ بادل کو چلاتا ہے جیسے چرواہا اونٹوں کو چلاتا ہے

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے، روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو ہانکتا ہے جیسے چرواہا اونٹوں کو ہانکتا ہے۔ جب بادل بکھرتا ہے تو وہ اسے جمع کر دیتا ہے اور جب اس کا غصہ زیادہ ہوتا ہے تو اس سے آگ نکلتی ہے اور یہی کڑکتی بجلیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے الرَّعْدُ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 332 (1363)، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149

امام الخرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَلرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے اور البرق پانی ہے۔ الخرائطی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اَلرَّعْدُ ایک فرشتے ہے جو اپنی آواز کے ساتھ بادل جھڑکتا ہے۔ الخرائطی نے مجاہد سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عمرو بن ابی عمرو رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ایک ثقہ شخص سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے، اللہ تعالیٰ اسے دوش ہوا پر اٹھاتا ہے، پھر وہ اس سے پانی نازل فرماتا ہے، کوئی کلام اس کی کلام سے حسین نہیں ہے اور کوئی ہنسنا اس کے ہنسنے سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی منطق (کلام) الرعد ہے اور اس کا ہنسنا البرق ہے۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں انہیں رات کے وقت بارش سے سیراب کروں اور ان پر دن کے وقت سورج طلوع کروں اور انہیں اَلرَّعْدُ کی آواز نہ سناؤں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری نے الادب میں، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں حاکم، ابن مردویہ، الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب اَلرَّعْدُ (کڑک) کڑکتی بجلیوں کی آواز سنتے تو یہ دعا مانگتے "اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ" اے اللہ ہمیں اپنے غضب کے ساتھ قتل نہ کر، اپنے عذاب کے ساتھ ہمیں ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث کو مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جب آپ اَلرَّعْدُ (کڑک) کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ "پاک ہے وہ ذات جس کی حمد کے ساتھ الرعد تسبیح بیان کرتا ہے"۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ہوا چلتی یا کڑک کی آواز سنتے تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور یہی چیز آپ کے چہرہ سے پہچانی جاتی ہے، پھر آپ کڑک کو کہتے، سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ۔ پاک ہے وہ ذات جس کی تو نے تسبیح بیان کی۔ اور ہوا کو کہتے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا (اے اللہ اسے (ہوا کو) رحمت بنادے اور اسے عذاب نہ بنا)(3)

امام الشافعی المطلب بن حنطب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس سے پریشانی ظاہری ہوتی جب آسمان چمکتا یا بادل گرجتا۔ پھر جب بارش ہو جاتی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 380 (3331)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 28، مکتبۃ الزماں مدینہ منورہ

ﷺ نے فرمایا: جب تم الرَّعْدُ (کڑک) کی آواز سنو تو اللہ کا ذکر کرو کیونکہ وہ ذکر کرنے والے پر نہیں گرتی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی مراسیل میں حضرت عبید اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم نے کڑک کی آواز سنی تو انہوں نے تکبیر کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کڑک کی آواز سنو تو تسبیح بیان کرو اور تکبیر نہ کہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ الرَّعْدُ کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت علی سے روایت کیا ہے: جب آپ الرعد کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ۔(2)

امام مالک، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، الادب میں، ابن المنذر، الخرائطی، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب الرَّعْدُ کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور یہ کہتے سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔ پھر فرماتے یہ زمین والوں کے لیے وعید شدید ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن الحسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ اللہ کی طرف سے وعید ہے۔ جب یہ سنو تو بات کرنے سے رک جاؤ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص الرعد کی آواز سنے تو یوں کہے: سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ اگر اس پر کڑک گر جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو الرَّعْدُ کی آواز سن کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے گا اس پر بجلی نہیں گرے گی۔(4)

امام الخرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت احمد بن داؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان بن داؤد رحمہ اللہ اپنے والدین کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپ ابھی بچے تھے۔ جب آپ نے کڑک کی آواز سنی تو اپنے والد صاحب کی ران کے ساتھ چمٹ گئے۔ حضرت داؤد نے پوچھا اے بیٹا! یہ آواز تو رحمت الٰہی کے مقامات میں سے ہے۔ پھر تیری کیا حالت ہوگی جب تو اللہ کے غضب کے مقامات کی آواز سنے گا؟

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب کوئی الرعد کی آواز سنے اور تین مرتبہ یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔ تو وہ بجلی سے بچ جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے الرعد کی آواز سنی تو فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 27، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 432 (1165)، دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149

WWW.NAFSEISLAM.COM

بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ کہتا ہے تیرے پہنچنے کی جگہ فلاں شہر ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص زمین کے صحراء میں تھا۔ اس نے بادل سے آواز سنی کہ فلاں کے باغیچہ کو سیراب کر بادل ہٹ گیا اور اپنا پانی ایک پتھریلے ٹیلے پر انڈیلا تو وہاں نالیوں میں سے ایک نالی پانی سے بھر گئی۔ وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے چلا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے باغیچہ میں کھڑے ہوکر کسی کے ذریعے پانی کو پھیر رہا تھا۔ اس نے باغیچہ کے مالک سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اسے کہا: تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس بادل سے (تیرا نام) سنا تھا جس کا یہ پانی ہے کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ اس نے تیرا نام لیا تھا تو اس باغ میں کیا کرتا تھا۔ اس شخص نے کہا: جب آپ نے یہ پوچھا ہے تو سنو! میں اس باغ کی پیداوار کو دیکھتا ہوں تو اس کا تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں اور تیسرا حصہ میں اور میرے عیال کھاتے ہیں اور تیسرا حصہ پھر اس پر خرچ کرتا ہوں۔(1)

امام نسائی، البزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، طبرانی (الاوسط میں)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک مشرکوں کے سردار کی طرف بھیجا تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ مشرک نے کہا: یہ خدا جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو، کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ اس صحابی کو اس کی بات بڑی ناگوار گزری، وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں واپس آیا تو ساری بات عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوبارہ اس کی طرف بھیجا تو پھر اس نے ویسی ہی بات دہرائی۔ وہ صحابی پھر واپس آیا تو پورا واقعہ عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے تیسری مرتبہ پھر بھیجا۔ وہ صحابی اور مشرک آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کے سر کے برابر ایک بادل بھیج دیا، وہ کڑکا، پھر چمکا تو بجلی اس کے اوپر گری اور اس کا سر اڑا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ۔(2)

امام ابن جریر اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت عبدالرحمن بن صحار العبدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جابر شخص کی طرف اپنا پیغام اسلام بھیجا تو اس نے کہا: تمہارا رب سونے کا ہے، چاندی کا ہے یا موتیوں کا ہے؟ فرماتے ہیں: وہ مسلمانوں سے جھگڑ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا تو وہ کڑکا، اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرادی جس نے اس کا سر کچل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ۔(3)

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: مجھے اپنے رب کے بارے میں بتایئے وہ سونے کا ہے یا موتیوں کا ہے یا یاقوت کا ہے؟ پس اس پر بجلی گری اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ۔(4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 89 (2984)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 150

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا 3
اور کہنے لگا: یا محمد! مجھے اپنے اس اللہ کے بارے بتایئے جس کی تم دعوت دیتے ہو، کیا وہ یاقوت کا ہے؟ یا سونے کا ہے؟ یا وہ کیا ہے؟ اس سوال کرنے والے پر بجلی گری تو اس نے اسے جلا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب المکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش خبیثوں میں سے ایک خبیث آدمی نے کہا: ہمیں اپنے رب کے بارے بتاؤ، وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ آسمان نے زور سے آواز نکالی اور اس کے اوپر بجلی گرا کر اسے تہس نہس کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور الخرائطی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک شخص نے قرآن کا انکار کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرائی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ...... الآیہ۔(2)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کے بارے نازل ہوئی۔ عامر آیا اور اس نے کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہو جا وہ قریب ہوا حتی کہ اس نے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریب کر دیئے۔ اربد نے اپنی تلوار سونت لی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کی چمک کو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیت کے ذریعے اپنی حفاظت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قرآنی آیات پڑھ کر اپنی حفاظت چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اربد کا ہاتھ تلوار کے دستے پر ہی خشک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرائی جس نے اس کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے بھائی نے اس کی یاد میں یہ اشعار کہے تھے:

اَخْشٰی عَلٰی اَرْبَدَ الْحُتُوْفِ وَلَا اَرْهَبُ نَوْءَ السَّمَاءِ وَالْاَسَدِ

فَجَعَنِی الْبَرْقُ بِالْفَا رِسِ يَوْمَ الْكَرِيْهَةِ النَّجِدِ

"میں ڈرتا ہوں اربد کی طبعی موت سے اور میں نہیں ڈرتا آسمان کے ستارے اور شیر سے اور مجھے بجلی نے ناپسندیدہ بلند تر شہ سوار کے بارے تکلیف پہنچائی"۔(3)

امام ابن ابی حاتم، الخرائطی، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمة میں حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرش کے نیچے آگ کے سمندر ہیں جن میں کڑکتی بجلیاں ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّوَاعِقَ سے مراد آگ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّوَاعِقَ سے مراد جلا دینے والی آگ ہے اور یہ آواز ان پردوں کی ہے جو آگ اور ہمارے درمیان ہیں۔ بادل کو اس کے ساتھ ہانکا جاتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسی کے متعلق نہیں سنا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 150 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 151 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 151

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کی آنکھیں بجلی کی وجہ سے ضائع ہوئی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ (البقرہ:20) ”قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے“۔ لیکن الصواعق جلا دیتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کڑکتی بجلی عرفہ میں دو کھجور کے درختوں پر گرتی دیکھی تو اس نے دونوں کو جلا دیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصاعقہ (بجلی) مومن اور کافروں دونوں پر گرتی ہے لیکن اللہ کے ذکر پر نہیں گرتی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عاصم الثقفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو سبحان اللہ شَدِيْدُ الْمِحَالِ کے کلمات کہے گا اس پر عذاب (بجلی) نہیں گرے گی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَدِيْدُ الْمِحَالِ سے مراد سخت قوت والا ہے۔ اور انہوں نے ابن عباس سے اس کا معنی سخت تدبیر کرنے والا اور سخت قوت والا بھی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی شدید طاقت والا نقل کیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت پکڑ والا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی شدید انتقام لینے والا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت انتقام لینے والا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت قوت والا اور انتہائی تدبیر کرنے والا ہے۔ (3)

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

”اسی کو پکارنا سچ ہے اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا وہ نہیں جواب دے سکتے انہیں کچھ بھی مگر اس شخص کی طرح جو پھیلائے ہوا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پانی کی طرف تاکہ اس کے منہ تک پانی پہنچ جائے اور (یوں تو) پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں کافروں کی دعا بجز اس کے کہ وہ بھٹکتی پھرتی ہے“۔

ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد توحید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 153
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 152
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 153
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 154

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ مثال ہے اس شخص کی جو پیاسا ہو اور اپنا ہاتھ کنوئیں کی طرف پھیلاتا ہے تاکہ اس سے پانی لائے تو وہ پانی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ شخص گویا اپنی زبان سے پانی کو پکارتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس طرح اس کی طرف کبھی پانی نہیں آئے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں کبھی بات نہیں سنیں گے۔(3)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایسے پیاسے کی طرف کبھی پانی نہیں پہنچے گا حتی کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے اور پیاس سے ہلاک ہو جائے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ وہ جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں مثلاً بت اور پتھر تو دنیا میں بھی کبھی یہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور نہ ان کی طرف کوئی خیر و بھلائی لائیں گے اور نہ ان سے کسی مصیبت کو دور کریں گے حتی کہ موت آجائے۔ جس طرح وہ شخص جو پانی کی طرف اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچے تو وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچے گا حتی کہ وہ پیاس کی وجہ سے مر جائے گا۔(4)

امام ابو عبید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں اس شخص کی مثال ہے جو کنوئیں کے کنارے پر بیٹھتا ہے پھر اپنا ہاتھ کھول کر کنوئیں کی گہرائی میں لے جاتا ہے تاکہ وہاں سے پانی لے آئے تو اس کا ہاتھ پانی تک نہیں پہنچتا ہے اور نہ پانی اس کے ہاتھ تک پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے علاوہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ انہیں کچھ نفع نہ دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے بکیر بن معروف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی سمندر میں کر دی اس کے درمیان اور پانی کے درمیان صرف ایک انگلی کا فاصلہ ہے۔ وہ پانی کی ٹھنڈک اپنے قدموں کے نیچے سے پاتا ہے لیکن وہ پانی کو پا نہیں سکتا، اللہ کے فرمان میں اس چیز کا ذکر ہے۔ جب موسم گرما ہوتا ہے تو اس پر سموم کی سات دیواریں بنا دی جاتی ہیں اور جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس پر اولوں کی سات دیواریں بنا دی جاتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ اس مشرک کی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتا ہے اس کی مثال اس پیاسے شخص کی ہے جو اپنے خیال میں دور سے پانی کو دیکھتا ہے۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں ہوتا۔(5)

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 154 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 155 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 156 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 156

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً اور ان کے سائے بھی (سجدہ ریز ہیں) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن کا سایہ اللہ کی اطاعت کے لیے خوشی سے سجدہ کرتا ہے اور کافر کا سایہ مجبوراً سجدہ کرتا ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حضور خوشی سے سجدہ کرتا ہے اور کافر مجبوراً سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ بھی مجبوراً سجدہ کرتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے اور کافر کا سایہ مجبوراً سجدہ کرنے والا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو آسمانوں میں ہیں وہ خوشی سے سجدہ کرنے والے ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ وہ بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً سجدہ کرنے والے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو خوشی سے اسلام میں داخل ہوا وہ خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے اور جو تلوار کے ذریعے اسلام میں داخل ہوا وہ مجبوراً سجدہ کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت منذر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ربیع بن خثیم جب سورۃ الرعد میں سجدہ کرتے تو کہتے: اے ہمارے پروردگار! ہم خوشی سے تیری بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے جب تم میں سے کسی کا سایہ دائیں یا بائیں طرف جھکتا ہے تو وہ سجدہ کرتا ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اشیاء کے سائے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتے ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت کی سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ۝۴۸ (سورۃ النحل) اور فرمایا یہ سائے بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔(6)

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر کا سایہ نماز پڑھتا ہے جب کہ کافر نماز نہیں پڑھتا۔

امام ابو الشیخ نے الضحاک سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مغرب کی طرف سجدہ کرتا ہے اور جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مشرق کی طرف سجدہ کرتا ہے حتی کہ وہ غائب ہو جاتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَّ ظِلٰلُهُمْ کے قول کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کیا آپ کافر کو نہیں دیکھتے کہ اس کا تمام جسم، اس کے دل کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 158 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 157 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 158 6۔ ایضاً

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

''آپ (ان سے) پوچھیے کون ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا؟ (خود ہی) فرمایئے اللہ! (انہیں) کہیے کیا تم نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا ایسے حمایتی جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے بھی کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا۔ (ان سے) پوچھیے کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور بینا، کیا یکساں ہوتے ہیں اندھیرے اور نور، کیا انہوں نے بنائے ہیں اللہ کے لیے ایسے شریک جنہوں نے کچھ پیدا کیا ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا؟ پس یوں تخلیق ان پر مشتبہ ہوگئی فرمایئے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کو اور وہ ایک ہے سب پر غالب ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کی مجلس میں ایک خاص حالت پر ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں تو دوسری کیفیت میں ہو جاتے ہیں، ہمیں تو اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے رب کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ ہمارا پروردگار ہے ظاہراً بھی اور باطناً بھی (یہ تو ہم ہر وقت یقین رکھتے ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے نبی کے بارے کیا نظریہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: (ہم تہہ دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ) آپ ہمارے نبی ہیں ظاہراً بھی اور باطناً بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم میں نفاق نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں الْاَعْمٰى اور الْبَصِيْرُ سے مراد مومن اور کافر ہیں۔ یعنی اعمیٰ سے مراد کافر ہے اور البصیر سے مراد مومن ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں الْاَعْمٰى اور الْبَصِيْرُ سے مراد کافر اور مومن ہیں الظُّلُمٰتُ اور النُّوْرُ سے مراد ہدایت اور گمراہی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے بتوں کو اللہ کا شریک بنایا کہ انہیں بتوں کے بارے میں شک تھا (کہ شاید یہ بھی خالق ہیں)۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ایک مثال بیان کی گئی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 159 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 160 3۔ ایضاً

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لیث بن ابی سلیم عن ابن محمد عن حذیفہ بن الیمان عن بکر عن النبی کے سلسلہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ شرک تم میں چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی طریقہ سے چلتا ہے۔ سیدنا ابوبکر نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم شرک صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کی جائے یا اللہ کے ساتھ کسی کو پکارا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں تجھ پر روئے، شرک تم میں چیونٹی کے چلنے سے بھی خفیف چال سے چلتا ہے۔ فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو انسان کے ہر چھوٹے، بڑے گناہ کو دور کر دیتی ہے۔ صدیق اکبر نے عرض کی: حضور ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا: ہر روز تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اُشۡرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعۡلَمُ وَاَسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا لَا اَعۡلَمُ ''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات کی کہ میں تیرا شریک بناؤں جب کہ مجھے علم ہو اور میں تیری بارگاہ میں ان تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو میری بے علمی میں ہوئے''۔ شرک یہ ہے کہ تو کہے اللہ تعالیٰ اور فلاں نے مجھے عطا کیا اور الند یہ ہے کہ انسان کہے اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں مجھے قتل کر دیتا۔

امام البخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت معقل بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابوبکر صدیق کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! شرک کے لیے تم میں چیونٹی کے چال سے بھی خفیف چال میں چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا: کیا شرک یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا تسلیم کیا جائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری ذات ہے! شرک تمہارے اندر چیونٹی کے چال سے بھی خفیف چال سے چلتا ہے، کیا میں تمہاری ایسے وظیفہ کی طرف رہنمائی نہ کروں جب تم وہ پڑھو تو شرک کا چھوٹا بڑا گناہ ختم ہو جائے؟ فرمایا: تم یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اُشۡرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعۡلَمُ وَاَسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا لَا اَعۡلَمُ۔

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَـقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؔؕ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾

''اس نے اتارا آسمان سے پانی پس بہنے لگیں وادیاں اپنے اپنے اندازے کے مطابق تو اٹھالیا سیلاب کی روانے

ابھرا ہوا جھاگ اور جن چیزوں کو آگ کے اندر تپاتے ہیں زیور بنانے کے لیے یا دیگر سامان بنانے کے لیے اس میں بھی ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی پس (بیکار) جھاگ تو رائیگاں چلا جاتا ہے اور جو چیز نفع بخش ہے لوگوں کے لیے تو وہ باقی رہے گی زمین میں۔ یونہی اللہ تعالیٰ مثالیں بیان فرماتا ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا، بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور جنہوں نے نہیں مانا اس کا حکم تو اگر ان کے ملک میں ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی اور اس کے ساتھ تو وہ (عذاب سے بچنے کے لیے) اسے بطور فدیہ دے دیں، یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن کے لیے سخت باز پرس ہوگی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری قرار گاہ ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اس سے دل اپنے یقین اور شک کی مقدار فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شک کے ساتھ عمل مفید نہیں ہوتا۔ رہا یقین تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یقین والوں کو نفع دیتا ہے وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ سے مراد یقین ہے جیسا کہ زیور کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر جو خالص سونا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے وہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ یقین کو قبول فرماتا ہے اور شک کو چھوڑ دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چھوٹی وادی اپنی مقدار سے بہنے لگی اور بڑی وادی اپنی مقدار سے بہنے لگی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان بیان فرمائی ہے۔ فرمایا: سیلاب کی رو وادی میں موجود لکڑیاں اور گھاس پھوس اور وہ چیزیں جن پر تم آگ جلاتے ہو، پس وہ سونا چاندی، زیور اور دیگر تانبے اور لوہے کا سامان، تانبے اور لوہے کا خبث ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے خبث کی مثال پانی کی جھاگ سے بیان فرمائی ہے لیکن جو چیز لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ سونا اور چاندی ہے۔ جو چیز زمین کو نفع دیتی ہے وہ پانی ہے جس سے وہ سیراب ہوتی ہے پھر سبزہ اگاتی ہے۔ پس عمل صالح کی یہی مثال ہے کہ وہ نیکوکاروں کے لیے باقی رہتا ہے اور برا عمل اپنی جگہ پر ہی کمزور ہوتا ہے وہ جھاگ کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔ پس ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جو حق کے ساتھ عمل کرتا ہے اس کا اجر اسے ملے گا اور وہ اسی طرح باقی رہے گا جس طرح وہ چیز باقی رہتی ہے جو زمین میں لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔ اسی طرح لوہا ہے اس سے چھری اور تلوار نہیں بنائی جا سکتی حتی کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔ پس آگ اس کے خبث کو کھا جاتی ہے اور اس کا عمدہ مواد نکالا جاتا ہے اور اس سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔ اسی طرح باطل کمزور ہوتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اعمال پیش کیے جائیں گے تو باطل ختم ہو جائے گا اور اہل حق، حق سے نفع اٹھائیں گے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 161 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 62-161

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ کے طریق سے ابو مالک عن ابی صالح من طریق مرہ عن ابن مسعود کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ مٹی اور کوڑے کا سیلاب آیا حتی کہ وہ ٹھہر گیا تو اس پر جھاگ تھی۔ اس پر ہوا چلی تو جھاگ پانی کی اطراف میں چلی گئی پھر وہ خشک ہوگئی اور اس نے کسی کو نفع نہ پہنچایا، پانی باقی رہا جس سے لوگوں نے نفع اٹھایا، پس لوگوں نے وہ پانی خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ جس طرح جھاگ ختم ہوگئی اور اس نے کسی کو نفع نہ پہنچایا اسی طرح باطل قیامت کے نزدیک مضمحل اور کمزور ہوگا، وہ اہل باطل کو نفع نہ پہنچائے گا اور جس طرح پانی نے لوگوں کو نفع پہنچایا اسی طرح حق اہل حق کو نفع پہنچائے گا۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کی مثال بیان فرمائی ہے فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا یعنی وادیاں اپنی مقدار کے مطابق بہنے لگیں حتی کہ اپنی مقدار کے مطابق وہ بھر گئیں۔ اس آیت میں زبد سے مراد پانی کی جھاگ ہے اور اس چیز کی جھاگ ہے جو وہ زیور بنانے کے لیے جلاتے ہیں۔ پس جو اس میں سے ساقط ہوجاتا ہے وہ پانی کی جھاگ کی مثل ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی مثال بیان فرمائی ہے۔ رہا لوہے اور سونے کا کھوٹ اور پانی کی جھاگ تو وہ باطل ہے اور جو تم اس سے زیور بناتے ہو، پانی اور لوہا جو استعمال کرتے ہو وہ حق کی مثال ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی مثال بیان فرمائی ہے حق کی مثال اس سیلاب سے دی جو زمین میں ٹھہر جاتا ہے اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور باطل کی مثال تو اس جھاگ کی ہے جو غیر نفع بخش ہے اور حق کی مثال ان زیورات کی مانند ہے جو آگ میں ڈالے جاتے ہیں، جو اس میں سے خالص ہوا ہے لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور جو کھوٹ وغیرہ ہے وہ باطل کی مثال ہے۔ جھاگ اور کھوٹ سے لوگ نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ لوگوں کو نفع دیتا ہے۔ اسی طرح باطل بھی باطل پرستوں کو نفع نہ دے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وادیاں چھوٹی بڑی اپنی اپنی مقدار کے مطابق بہنے لگتی ہیں، دابیاً۔ وہ جھاگ جو پانی کے اوپر تیر رہا ہوتا ہے۔ الجفاء جو درخت کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ اس آیت میں تین مثالیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک مثال میں بیان فرمادی ہیں۔ فرمایا جس طرح یہ جھاگ کمزور ہے پھر یہ رائیگاں ہوجاتا ہے، اس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا، اس کی برکت کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اسی طرح باطل کے بچاریوں کے لیے غیر مفید ہوگا۔ اور جس طرح پانی زمین میں ٹھہرتا ہے، اس سے زمین سرسبز شاداب ہوجاتی ہے، اس کی برکت بڑھتی ہے، زمین کھتیاں اگاتی ہے اسی طرح حق اپنے ماننے والوں کے لیے باقی رہتا ہے، جس طرح خالص سونا اور چاندی آگ میں ڈالے جانے کے بعد باقی رہتے ہیں اور ان کا کھوٹ ختم ہوجاتا ہے۔ جس طرح سونے اور چاندی کا کھوٹ آگ میں داخل کیے جانے کے بعد ختم ہوجاتا ہے اسی طرح باطل بھی ختم ہوجائے گا۔ یہ لوہا اور تانبا جب آگ میں داخل کیے جاتے ہیں تو ان کا کھوٹ ختم ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 164

جاتا ہے۔ جس طرح حق اپنے ماننے والوں کے لیے مفید ہوتا ہے اسی طرح ان کا خالص حصہ بھی باقی رہتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر بڑی چھوٹی وادی اپنی مقدار کے مطابق بہہ پڑی زَبَدًا رَّابِيًا اس کا معنی پانی پر ابھرا ہوا جھاگ ہے۔ مِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ جن چیزوں کو وہ زیور بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں یعنی سونا جب آگ میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کا خالص حصہ باقی رہتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حق اور باطل کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے: فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً اور جو مواد درخت کے ساتھ لگا ہوتا ہے وہ کچھ نہیں ہوتا۔ یہ باطل کی مثال ہے: وَ أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے، وہ زمین سے کھیتیاں اگاتا ہے، یہ حق کی مثال ہے: أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ دیگر سامان اس میں بھی ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے۔ سامان سے مراد تانبا اور لوہا ہے۔(2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو وادیاں اپنی طاقت کے مطابق بہنے لگیں۔ فرماتے ہیں: یہاں پہلی کلام ختم ہوئی پھر مِمَّا يُوقِدُونَ سے نئی کلام شروع ہو رہی ہے فرماتے ہیں مَتَاعٍ سے مراد لوہا، تانبا، رصاص وغیرہ ہے۔ زَبَدٌ مِّثْلُهُ فرمایا لوہے اور زیور کا جھاگ، سیلاب کے جھاگ کی مثل ہے۔ وَ أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اس سے مراد پانی ہے زمین میں باقی رہتا ہے۔ لیکن جھاگ رائیگاں چلا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حق اور باطل کی مثال ہے (حق کو دوام ہے، باطل کو اختتام ہے)۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سونا اور چاندی جو زیور بنانے کے لیے آگ میں جلائے جاتے ہیں یا لوہا اور تانبا آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ پھر اس میں سے جو خالص ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے جل جاتا ہے، اسی طرح حق باقی رہتا ہے اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں جب کہ باطل کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن اتارا، پس اسے کامل مردوں کی عقول نے قبول کیا۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَى کے تحت فرمایا ہے کہ الْحُسْنَى سے مراد حیات اور رزق ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْحُسْنَى سے مراد جنت ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے فرقد السبخی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے شہر بن خوشب نے فرمایا: سُوْٓءُ الْحِسَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کسی بھی عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا یعنی سخت باز پرس ہوگی۔(6)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت فرقد السبخی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 163 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 162

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 165 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 166

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابراہیم النخعی نے فرمایا: اے فرقد! کیا تجھے معلوم ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو ابراہیم نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے چھوٹے بڑے گناہوں کا محاسبہ کیا جائے گا، کوئی چیز بھی معاف نہیں کی جائے گی۔(1)

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ کا مطلب یہ ہے انسان کے تمام گناہوں کا مواخذہ ہوگا اور کوئی گناہ بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ سے مراد اعمال میں مناقشہ ہے۔(2)

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰىؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِۙ﴿۱۹﴾

”تو کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے، نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہوں“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الخ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو سنا، سمجھا اور یاد کیا، كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى سے مراد وہ شخص ہے جو حق کی روشنی دیکھنے سے محروم ہے نہ وہ دیکھتا ہے اور نہ سمجھتا ہے، فرمایا: عقل مند ہی صرف نصیحت قبول کرتے ہیں پھر عقل مندوں کی وضاحت فرمادی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا: وہ ایسے خوش نصیب ہیں جو اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اُولُوا الْاَلْبَابِ سے مراد وہ افراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں کو خطاب فرمایا کیونکہ اسے ان سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک آیت ان کے متعلق ذکر فرمادی۔

الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَۙ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِؕ﴿۲۱﴾

”وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو اور نہیں توڑتے پختہ وعدہ کو اور جو لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جوڑا جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور خائف رہتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 166 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 167 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 166

ہیں سخت حساب سے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم پر عہد کی وفا لازم ہے اور میثاق کو نہ توڑو، اللہ تعالیٰ نے عہد شکنی سے منع فرمایا ہے اور انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کے متعلق بیس سے زائد آیات میں ذکر کیا ہے۔ یہ تمہارے لیے بطور نصیحت، تمہیں پیغام پہنچانے اور تم پر حجت قائم کرنے کے لیے ہے۔ اہل علم و دانش اور اہل معرفت کے نزدیک وہی امور عظیم ہوتے ہیں جن کی اللہ نے عظمت بیان فرمائی ہوتی ہے اور ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا ایمان نہیں جو امین نہیں اور اس کا دین نہیں جو عہد کا پابند نہیں۔ (1)

امام الخطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن سلوک اور صلہ رحمی قیامت کے روز برے عذاب میں تخفیف کا باعث بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس آیت سے مراد نبیوں اور تمام کتب پر ایمان لانا ہے۔ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ یعنی وہ امر جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اس کو توڑنے سے ڈرتے ہیں۔ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اور وہ عذاب کی شدت سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کیا کرو کیونکہ یہ امور دنیا میں تمہیں زیادہ باقی رکھنے والے ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے بہتر ہیں، بیان کیا گیا ہے کہ خثعم قبیلہ کا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: تم رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں اللہ کا رسول ہوں، اس شخص نے پوچھا: تمہارے نزدیک کون سا عمل پسندیدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی۔ عبداللہ بن عمرو کہتے تھے کہ حلیم وہ نہیں جو ظلم کرے پھر حلم کا مظاہرہ کرے حتی کہ جب قوم اسے بدلہ لینے پر ابھارے تو وہ بھر جائے بلکہ حلیم وہ ہے جو قدرت کے باوجود معاف کر دے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جس سے صلہ رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ یہ تو پھر مقابلہ ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس سے قطع تعلقی کی جائے تو وہ پھر بھی صلہ رحمی کا مظاہرہ کرے اور جو اس سے صلہ رحمی نہ کرے اس پر شفقت کرے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریر سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے ذی رحم کی طرف قدموں پر چل کر نہ جائے اور اپنا مال اسے عطا نہ کرے تو تو نے اسے قطع تعلقی کی۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 167

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

''اور جولوگ (مصائب وآلام میں) صبر کرتے رہے اپنے رب کی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز کو اور خرچ کرتے رہے اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر اور مدافعت کرتے رہتے ہیں نیکی سے برائی کی انہیں لوگوں کے لیے دار آخرت کی راحتیں ہیں (یعنی) سدا بہار باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو صالح ہوں گے ان کے باپ دادوں، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد سے (وہ بھی داخل ہوں گے) اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے ان پر ہر دروازہ سے سلامتی ہو تم پر بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا پس کیا عمدہ ہے یہ آخرت کا گھر''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت ذکر کیا ہے کہ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا یعنی انہوں نے اللہ کے امر پر صبر کیا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو مکمل کرتے رہے وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور جو ہم نے انہیں مال دیا اس سے خرچ کرتے رہے سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی اللہ کی اطاعت اور حقوق الٰہی میں پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے رہے، يَدْرَءُوْنَ اور وہ مدافعت کرتے رہے نیکی سے برائی کی یعنی وہ برائی کرنے والے کے ساتھ بھی نیکی کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ یعنی ان کے لیے جنت کا گھر ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ نیکی سے برائی کا دفاع کرتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ خیر کے ساتھ شر سے دفاع کرتے ہیں، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ وہ خیر کے ساتھ برائی کو روکتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک محل ہے جس کو عدن کہا جاتا ہے، اس کے اردگرد بڑے بڑے ٹاور اور سبزے ہیں، اس کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں، اس محل میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا عادل امام داخل ہوگا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر نے منبر پر (جَنّٰتُ عَدْنٍ) تلاوت کی اور فرمایا اے لوگو! کیا تم جَنّٰتُ عَدْنٍ کے متعلق جانتے ہو؟ یہ جنت میں ایک محل ہے اس کے دس ہزار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 168 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر پچیس ہزار موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ہیں اس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید داخل ہوگا۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (جَنّٰتُ عَدْنٍ) کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت کا وسط ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہیں کیا معلوم جَنّٰتُ عَدْنٍ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ایک سونے کا محل ہے جس میں صرف نبی، یا صدیق یا شہید یا عادل حکمران داخل ہوگا۔ (2)

ابن جریر اور ابوالشیخ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ (جَنّٰتُ عَدْنٍ) جنت کے درمیان ایک شہر ہے، اس میں رسل، انبیاء، شہداء اور ائمہ ہدی ہوں گے، ان کے بعد ان کے اردگرد دوسرے لوگ ہوں گے اور باقی جنتیں اس کے اردگرد ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا: جَنّٰتُ عَدْنٍ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک محل ہے جس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا عادل حاکم داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جَنّٰتُ عَدْنٍ ایک چھڑی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لگایا پھر فرمایا کُنْ فَیَکُوْنُ ''ہو جا تو وہ ہوگئی''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی جنت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا میری والدہ کہاں ہے؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟ ارشاد ہوگا: انہوں نے تیرے جیسے اعمال نہیں کیے۔ وہ شخص عرض کرے گا: میں اپنے لیے اور ان کے لیے عمل کرتا رہا ہوں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ یعنی جو ان کے آباء اور بیویوں اور اولاد میں سے ایمان سے متصف ہوں گے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور ہر روز فرشتے دنیا کے دن کی مقدار کے مطابق تین مرتبہ اس پر داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ اللہ کی طرف سے تحائف بھی ہوں گے جو وہاں جَنّٰتُ عَدْنٍ میں پہلے ان کے پاس نہ ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے تم جو امر الٰہی پر صبر کرتے رہے اس کی وجہ سے تم پر سلام ہو اور کتنا عمدہ ہے یہ جنت کا گھر۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ سے مراد یہ ہے کہ جو دنیا میں ایمان لائے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم نے ابومجلز سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ مومن پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اہل (اولاد) اور کاموں کو دنیا میں جمع فرمائے تو وہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے آخرت میں ان کو جمع فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا جنات عدن ایک خیمہ ہے جو کھلے موتیوں سے بنا ہوا ہے اس میں کوئی دراڑ اور جوڑ نہیں ہے اس کا طول

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 235 (1374)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 434 (1168)، دارالصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 169

ہوا میں ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونہ میں اہل اور مال ہوگا۔ اس کے چار ہزار سونے کے کواڑ ہیں، ہر دروازہ پر ستر ہزار فرشتے کھڑے ہیں، ہر ایک کے پاس رحمٰن کی طرف سے ایسا ہدیہ ہے جو دوسرے کے پاس نہیں ہے، وہ صاحب خیمہ کے پاس داخل نہیں ہوتے مگر اس کی اجازت سے اور اس کے درمیان اور فرشتوں کے درمیان حجاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت میں سے قیامت کے روز گھٹیا منزل والا وہ شخص ہوگا جس کا کھوکھلا موتیوں سے بنا ہوا محل ہوگا، جس کے سات ہزار بالا خانے ہوں گے، ہر بالا خانہ کے ستر ہزار دروازے ہوں گے، اس پر ہر دروازے سے ستر ہزار ملائکہ سلام وتحیہ کے ساتھ داخل ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم نے اپنے دین پر صبر کیے رکھا فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ پس اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیچھے تمہیں جو جنت عطا فرمائی ہے وہ کتنی عمدہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم دنیا کی فضول چیزوں (سے بچنے) پر صبر کرتے رہے۔

امام ابوالشیخ نے محمد بن نصر الحارثی سے روایت کیا ہے کہ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم دنیا میں فقر پر صبر کرتے رہے۔

امام احمد، البزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم (فی الحلیہ) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان میں مہاجرین کے فقراء ہوں گے جن کے ساتھ سرحدوں کی حفاظت کی گئی اور جنکے ذریعے ناپسندیدہ حالات سے بچاؤ کیا گیا۔ ان میں کوئی ایک فوت ہوتا ہے تو اس کی حاجت اس کے سینے میں ہوتی ہے وہ اسے پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا(2) اللہ تعالیٰ جن فرشتوں کو چاہتا ہے فرماتا ہے: میرے ان بندوں کے پاس جاؤ اور انہیں سلام پیش کرو۔ ملائکہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے آسمان کے باسی ہیں، تیری مخلوق میں بہترین افراد ہیں، کیا تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم ان کو سلام کریں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے وہ بندے ہیں جو دنیا میں میری عبادت کرتے رہے اور میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، ان کے ذریعے سرحدوں کا دفاع کیا گیا، ان کے ذریعے ناپسندیدہ حالات سے بچاؤ کیا گیا اور ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی حاجت اس کے سینے میں ہوتی ہے، وہ اسے پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پس ملائکہ ان کے پاس اس وقت آتے ہیں اور ہر دروازے سے داخل ہو کر انہیں یہ کہتے ہیں: سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب جنت میں داخل ہوتا ہے تو اپنے صوفہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہوتا ہے، اس کے سامنے خادموں کی دو قطاریں ہوتی ہیں اور دونوں قطاروں کی ایک طرف ایک بند دروازہ ہوتا ہے، فرشتہ آتا ہے تو اجازت طلب کرتا ہے تو دروازے کے قریب والا خادم کہتا ہے فرشتہ اجازت طلب کرتا ہے، پھر اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 300 (10380)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ساتھ والا کہتا ہے فرشتہ اجازت طلب کرتا ہے، حتی کہ یہ پیغام مومن تک پہنچ جاتا ہے، مومن کہتا ہے اسے اجازت دے دو۔ پھر مومن کے قریب والا خادم کہتا ہے اجازت دے دو، اس طرح ہر فرشتہ سے کہتا جاتا ہے کہ اجازت دے دو، پیغام دروازے کے قریب والے تک پہنچ جاتا ہے، پھر دروازہ کھولا جاتا ہے، فرشتہ داخل ہوتا ہے، سلام پیش کرتا ہے، پھر واپس آجاتا ہے۔ (1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال احد (پہاڑ) پر تشریف لے جاتے۔ جب وادی کے دہانہ پر پہنچتے تو شہداء کی قبور پر سلام پیش کرتے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کی ابتداء میں شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے اور فرماتے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر، عمر اور حضرت عثمان بھی ایسا کرتے تھے۔ (2)

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۲۵ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۲۶

''اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ (سے کیے ہوئے) وعدہ کو اسے پختہ کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ انہیں جوڑا جائے اور (فتنہ و) فساد برپا کرتے ہیں زمین میں، یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تنگ روزی دیتا ہے (جسے چاہتا ہے) اور کفار بڑے مسرور ہیں دنیوی زندگی (کی راحتوں) سے اور (حقیقت یہ ہے کہ) نہیں ہے دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر متاع حقیر''۔

امام ابو الشیخ نے حضرت میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والے سے بھائی چارہ نہ رکھو کیونکہ میں نے سورۂ رعد اور سورۂ محمد میں اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں پر لعنت کرتے ہوئے سنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الدَّارِ سے مراد برا انجام ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط سے وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے زمانہ میں ایک شخص اپنے اونٹوں اور بکریوں کو لے کر نکلتا تھا اور اپنے گھر والوں سے کہتا تھا: مجھے زاد راہ دو تو وہ اسے نصف روٹی یا نصف کھجور دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کی مثال بیان فرمائی ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 172

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے:
مَتَاعٌ کا مطلب تھوڑا اور ختم ہونے والا مال ہے۔(1)

امام ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ ﷺ کے جسم پر اس کے نشان تھے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم آپ کے لیے کوئی (گدا) بنا دیں (تو بہتر نہ ہوگا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا غرض، میں تو دنیا میں اس شہسوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے تھوڑا سا وقت سایہ حاصل کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۚۖ﴿27﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿28﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿29﴾

''اور کفار کہتے ہیں (کہ اگر یہ سچے نبی ہیں) تو کیوں نہ اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے؟ آپ فرمایئے (نشانیاں تو بہت ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہنمائی فرماتا ہے اپنی (بارگاہ قرب کی) طرف جو صدق دل سے رجوع کرتا ہے (یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں جن کے دل ذکر الٰہی سے، دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایمان بھی لائے اور عمل (بھی) نیک کیے مژدہ ہو ان کے لیے اور (انہی کے لیے) اچھا انجام ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے مَنْ اَنَابَ کا معنی مَنْ تَابَ (جس نے توبہ کی) روایت کیا ہے۔ وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ فرمایا ذکر الٰہی سے دل مانوس ہوتے ہیں اور اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ان کے سامنے اللہ کی قسم اٹھائی جائے تو وہ سچ تسلیم کرتے ہیں اور ذکر الٰہی سے دل سکون حاصل کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے:
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے دل ذکر الٰہی سے سکون حاصل کرتے ہیں۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا: تمہیں علم ہے اس کا کیا معنی ہے؟ صحابہ کرام نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب سے بھی محبت کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 172 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 173 3۔ ایضاً

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں، غائب و حاضر ہر صورت میں مومنین سے محبت کرتے ہیں، دھیان سے سنو وہ اللہ کے ذکر سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ طُوْبٰى لَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے طُوْبٰى لَهُمْ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ کتنا اچھا ہے جو ان کے لیے ہے۔(2)

ابن جریر اور ابو الشیخ نے الضحاک سے طُوْبٰى لَهُمْ کے تحت غِبْطَةٌ لَّهُمْ (یعنی ان کے لیے رشک ہوگا) نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی حُسْنٰى لَهُمْ روایت کیا ہے یعنی ان کے لیے بھلائی ہے، یہ کلمہ کلام عرب سے ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: طُوْبٰى لَهُمْ فرماتے ہیں: یہ عربی کلمہ ہے۔ کوئی شخص کہتا ہے: طُوْبٰى لَهُمْ یعنی تجھے خیر محبوب ہو۔(5)

امام ابن جریر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے طُوْبٰى لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ خیر اور کرامت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے طُوْبٰى کا معنی جنت روایت کیا ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طُوْبٰى حبشی زبان میں جنت کو کہتے ہیں۔(8)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس سے فارغ ہوا تو فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ۔ یہ فرمایا جب جنت اچھی لگی۔(9)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن مسجوح سے روایت کیا ہے کہ طوبی ہندی زبان میں جنت کا نام ہے۔(10)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ہندی میں جنت کا نام طُوْبٰى ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰى جنت میں ایک درخت ہے۔(11)

امام عبد الرزاق، ابن ابی الدنیا (نے صفۃ الجنۃ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰى جنت میں ایک درخت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جتنا وہ چاہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 174
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 175
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً عن ابن عباس
9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 176
10 ایضاً، جلد 13، صفحہ 175
11۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 176

WWW.NAFSEISLAM.COM

کھل جا، پس وہ اس کے گھوڑوں کے لیے ان کی زینوں اور لگاموں سمیت کھل جاتا ہے۔ اونٹوں کے لیے ان کے پالانوں اور مہاروں سمیت کھل جاتا ہے اور لباس میں سے جتنا انسان چاہتا ہے وہ اس کے لیے کھلتا (اور پھیلتا) جاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طُوْبٰی ایک درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے، وہ زیورات اور قیمتی جوڑے (لباس) پیدا کرتا ہے اور ان کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں کے پیچھے سے نظر آتی ہیں۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں پھل ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس میں ایک درخت ہے جسے طُوْبٰی کہا جاتا ہے، یہ فردوس کے درمیان ہے۔ اس نے پوچھا: ہماری زمین کا کون سا درخت اس کے مشابہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زمین کا کوئی درخت اس کے مشابہ نہیں ہے لیکن کبھی تم شام گئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: شام کا درخت الجوزہ اس کے مشابہ ہے، وہ ایک تنے پر اگتا ہے پھر اس کے اوپر کا حصہ پھیل جاتا ہے۔ اس اعرابی نے پوچھا: اس کے تنے کی موٹائی کتنی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے اہل کے اونٹوں میں سے جوان اونٹ اس کا سفر شروع کریں تو وہ اس کے تنے کا احاطہ نہ کر سکے گا حتی کہ بوڑھا ہو کر اس کا سینہ ٹوٹ جائے گا۔ اس نے پوچھا: کیا جنت میں انگور ہیں؟ فرمایا: ہاں موجود ہیں۔ اعرابی نے پوچھا: جنت کے انگور کتنے موٹے ہیں؟ فرمایا ابقع کوے کی ایک مہینہ کی مسافت اڑنے کی مقدار!(3)

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن حبان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم طوبیٰ ہو جنہوں نے آپ کی زیارت کی اور جو آپ پر ایمان لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طُوْبٰی ہے جنہوں نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لائے اور طُوْبٰی ہو پھر طُوْبٰی ہو اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری زیارت نہیں کی۔ ایک شخص نے پوچھا طُوْبٰی کیا ہے؟ فرمایا طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے جس کی (چوڑائی اور پھیلاؤ) سو سال کی مسافت ہے، وہ اپنی کونپلیں نکالتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ (نے صفۃ الجنۃ میں) ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ طُوْبٰی کی طرف جائے گا۔ اس کے لیے اس کی کونپلیں نکلتی ہوں گی۔ پس وہ جس قسم کی کونپلوں کا ارادہ کرے گا وہ اس کے لیے نکالے گا۔ چاہے سفید، چاہے سرخ، چاہے سبز، چاہے زرد، چاہے سیاہ (جو وہ ارادہ کرے گا ویسے ہی وہ پھول، پتیاں نکالے گا) جس طرح شقائق النعمان بوٹی کے پھول ہوتے ہیں بلکہ طُوْبٰی کے پھول اور پتیاں اس سے بھی زیادہ نرم اور خوبصورت ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 178 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

جس کی جڑ بلند حجرہ میں ہے اور جنت میں کوئی حجرہ نہیں ہے لیکن اس کی ٹہنیوں میں سے کوئی ایک ٹہنی اس میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوجعفر شامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے رب نے ایک موتی لیا پھر اسے پختہ اور عمدہ بنایا پھر اسے جنت کے وسط میں بچھادیا پھر اسے فرمایا تو پھیل جاحتی کہ میری رضا تک پہنچ جائے۔ اس موتی نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک درخت لے کر اس موتی کے درمیان میں لگادیا۔ پھر اس درخت کو فرمایا تو پھیلتا جا وہ پھیلتا گیا۔ جب برابر ہو گیا تو اس کی جڑوں سے جنت کی نہریں نکلیں۔ یہی درخت طُوبیٰ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فرقد السنجی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انجیل میں وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! میرے حکم میں سنجیدگی سے عمل کر اور اس کا مزاح نہ اڑا، میری بات کو سن اور میرے حکم کی اطاعت کر، اے ابن البکر البتول! میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور میں نے تجھے اور تیری والدہ کو تمام جہاں کے لیے (اپنی عظمت کی) نشانی بنایا ہے، تو صرف میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی توکل کر اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں کون سی کتاب کو پکڑوں؟ فرمایا: انجیل کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اہل سریانیہ کے سامنے اس کی تفسیر بیان کر اور انہیں بتا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں زندہ ہوں اور قائم کرنے والا ہو، ایجاد کرنے والا ہوں اور میں ہمیشہ رہنے والا ہوں، میں وہ ہوں جسے زوال نہیں ہے۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس رسول پر جو امی نبی ہے۔ جس نے آخر زمانہ میں جلوہ فرما ہونا ہے پس تم اس کی تصدیق کرو اور اس کی اتباع کرو، اونٹ والے ہیں، زرہ والے، لاٹھی والے اور تاج والے ہیں جو موٹی موٹی آنکھوں والے ہیں جن کے ابرو ملے ہوئے ہیں۔ چادر والے ہیں اس کی مبارک نسل المبارکۃ سے یعنی خضرت خدیجہ سے ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے عیسیٰ! خدیجہ کا ایک محل ہے جو موتیوں سے بنا ہوا ہے، اس پر سونا لگا ہوا ہے، اس میں نہ کوئی اذیت ناک بات سنی جاتی ہے اور نہ کوئی تھکاوٹ ہے، اس کی بیٹی فاطمہ ہے، اس کے دو بیٹے ہیں، وہ دونوں شہید ہوں گے، یعنی الحسن اور الحسین۔ طُوبیٰ ہے اس کے لیے جس نے اس نبی کا کلام سنا، اس کا زمانہ پایا اور آپ کی زندگی میں موجود تھا، عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: یارب! یہ طُوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جنت میں ایک درخت ہے جو میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور میں نے اپنے فرشتوں کو اس میں ٹھہرایا ہے، اس کی اصل رضوان سے ہے اور اس کا پانی تسنیم سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہے: طُوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے اور اس کا یہ پھل عورتوں کے پستانوں کی مثل ہے، اس میں اہل جنت کے لباس ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے العزاء میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جس کو طُوبیٰ کہا جاتا ہے، اس کی کھیریوں سے اہل جنت کے بچے دودھ پیتے ہیں، جو دودھ پیتا بچہ فوت ہو جاتا ہے اس طوبیٰ سے جنت میں اسے دودھ پلایا جاتا ہے اور عورت کا گرنے والا بچہ جنت کی نہروں میں سے کسی نہر میں ہوتا ہے وہ اس میں قیامت تک گھومتا رہے گا حتی کہ قیامت کے روز وہ چالیس سال کا ہو کر اٹھے گا۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے، جنت میں ہر درخت طوبیٰ سے ہے اور طوبیٰ کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں کے پیچھے سے نظر آتی ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے، ایک سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے تب بھی اسے ختم نہیں کر سکتا۔ اس کی کلیاں بڑے کپڑوں کی مانند ہیں، اس کے پتے بڑی بڑی چادریں ہیں، اس کی ٹہنیاں عنبر ہیں، اس کے سنگریزے یاقوت ہیں، اس کی مٹی کافور ہے، اس کا کیچڑ کستوری ہے، اس کے تنے سے شراب دودھ اور شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔ یہ اہل جنت کے بیٹھنے کی جگہ میں سے ایک جگہ ہے جہاں وہ آپس میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مجلس میں ہوتے ہیں کہ اچانک ان کے رب کی طرف سے فرشتے آتے ہیں، وہ اونٹنیاں لیے ہوئے ہوتے ہیں جو سونے کی تاروں سے نکیل ڈالی گئی ہوتی ہیں۔ ان کے چہرے اپنے حسن کی وجہ سے چراغوں کی مانند ہوتے ہیں اور ان کی اون نرمی میں رخسار کے رواں کی طرح ہیں۔ ان کے اوپر ایسے کجاوے ہیں جن کی تختیاں یاقوت کی ہیں، جن کی لکڑیاں سونے کی ہیں اور ان کے کپڑے سندس و استبرق کے ہیں۔ وہ انہیں بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے رب نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم اس کی زیارت کرو اور ان پر سوار ہو۔ یہ پرندے سے زیادہ تیز رفتار ہیں اور مخملی بستروں سے زیادہ نرم ہیں۔ یہ بڑی عمدہ اونٹنیاں ہیں۔ ایک اپنے بھائی کے پہلو میں چلے گا۔ وہ اس سے باتیں کرے گا اور سرگوشی کرے گا، کسی سواری کا کان دوسری سواری کے کان کو نہیں پہنچے گا، ہر سواری دوسری سواری کے برابر چلے گی حتی کہ درخت ان کے راستے سے ہٹ جائے گا تاکہ آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان جدائی نہ ہو۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے کریم چہرے سے پردہ اٹھائے گا حتی کہ وہ اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ وہ اللہ کو دیکھیں گے تو عرض کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ حُقَّ لَكَ الْجَلَالُ وَالْاِكْرَامُ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اَنَا السَّلَامُ وَمِنِّي السَّلَامُ وَعَلَيْكُمْ حَقَّقْتُ رَحْمَتِيْ وَ مَحَبَّتِيْ مَرْحَبًا بِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ خَشُوْنِيْ بِالْغَيْبِ وَاَطَاعُوْا اَمْرِيْ ”میں سلامتی والا ہوں، میری طرف سے سلامتی ہے، میں نے تم پر اپنی رحمت و محبت لازم کر دی ہے، میرے ان بندوں کو خوش آمدید! جو مجھ سے غیب میں ڈرتے رہے اور میرے حکم کی اطاعت کرتے رہے۔ وہ لوگ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے اور نہ ہم تیری قدر کے مطابق تیرا حق ادا کر سکے۔ ہمیں اب اجازت ہو تو ہم تیرے سامنے سربسجود ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ گھر (جنت) ایسا ہے جس میں کسی قسم کی تھکاوٹ اور عبادت کا امر نہیں ہے، یہ ملک و نعیم کا گھر ہے، میں نے اب تم سے عبادت کی مشقت اٹھالی ہے، تم اب جو چاہو مجھ سے مانگو تم میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق ملے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے حتی کہ ان میں سے جس کی خواہش سب سے کم ہوگی وہ یہ کہے گا اے میرے پروردگار! اہل دنیا نے دنیا میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی، تو وہ اس سے تنگ آ گئے۔ اے میرے پروردگار تو مجھے وہ سب کچھ عطا فرما جو تو نے دنیا میں ابتداء سے انتہا تک پیدا کیا ہے جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176

میں لوگ مگن رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری خواہش بہت مختصر ہے، تو نے اپنے مقام و مرتبہ سے بہت کم سوال کیا ہے۔ یہ سب کچھ میری طرف سے تجھے ملے گا۔ میں تجھے اپنے مقام سے گھیرلوں گا کیوں کہ میری بارگاہ میں عطا میں کمی اور اختتام کا تصور ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندوں پر وہ نعمتیں پیش کرو جو کبھی انہوں نے تصور میں بھی نہیں لائیں۔ نہ کبھی ان کے خیال میں وہ آئیں۔ پس فرشتے ان پر وہ نعمتیں پیش کریں گے حتی کہ ان کی اپنی خواہشات کم پڑ جائیں گی۔ ان پر جو نعمتیں پیش کی جائیں گی ان میں اچھی نسل کے گھوڑے ہوں گے جو آپس میں ملے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ہر چار کے اوپر ایک یاقوت کا پلنگ ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک پر سونے کا قبہ ہوگا۔ ہر قبہ میں جنت کے قالین بچھے ہوں گے اور ہر قبہ میں موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے دو حوریں ہوں گی اور ہر حور پر جنت کا لباس ہوگا اور جنت کا ہر رنگ ان پر ہوگا اور ہر خوشبو ان سے مہک رہی ہوگی۔ ان کے چہروں کی چمک قبہ کی دیواروں سے باہر دکھائی دے گی حتی کہ دیکھنے والا یوں سمجھے گا کہ حوریں قبے سے باہر کھڑی ہیں۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا لباس سے باہر دکھائی دے گا جیسے سرخ یاقوت سفید لڑی میں پرو یا ہوا ہو۔ ہر ایک دوسری سے بہتر دکھائی دے گی جیسے سورج کو پتھروں پر فضیلت ہوتی ہے، ہر جنتی ان کو اس طرح دیکھے گا پھر ہر جنتی ان کے پاس جائے گا تو ان کے پاس آکر بوس و کنار و معانقہ کریں گے، وہ انہیں کہیں گے اللہ کی قسم! ہم نے تو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں بھی پیدا کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ جنت میں انہیں ایک صف میں لے جاؤ حتی کہ ہر شخص اپنے مقام پر پہنچ جائے گا جو اس کے لیے تیار کیا گیا ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس کا سلسلہ سند یہ ہے عن محمد بن علی بن الحسین بن فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے، اگر تیز رفتار سوار اس کے سایہ میں چلے تو اس کے ختم ہونے سے پہلے سال چلے گا۔ اس کے پتے سبز چادریں ہیں، اس کی کلیاں زرد کپڑے ہیں، اس کی لکڑیاں سندس و استبرق ہیں، اس کا پھل سبز لباس میں، اس کی گوند زنجبیل اور شہد ہے، اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہیں، اس کی مٹی کستوری، عنبر اور سبز کافور ہے، اس کا گھاس عمدہ زعفران ہے اور ان کی انگیٹھیوں میں لکڑیاں بغیر جلائے جلیں گی، اس کی جڑ سے نہریں نکلتی ہیں، اس کی نہروں میں سلسبیل اور معین فی الرحیق ہیں، اس کا سایہ اہل جنت کی مجلس گاہ ہے۔ وہ آپس میں محبت کرتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں گے کہ فرشتے ایسے اونٹنیاں لائیں گے جو یاقوت سے پیدا کی گئی ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں روح پھونکے گا۔ ان کی سونے کی مہاریں ہوں گی، ان کے چہرے چمک کی وجہ سے چراغ معلوم ہوں گے، ان کی اون سرخ ریشم اور رخساروں کے رواں جیسی ہوگی، اس کی مثل خوبصورت دیدہ زیب دیکھنے والوں سے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان اونٹنیوں کے اوپر ایسے کجاوے ہوں گے کہ جن کی تختیاں موتیوں اور یاقوت سے ہوں گی ان کے اوپر لؤلؤ و مرجان جڑے ہوں گے۔ فرشتے ان کے پاس وہ انٹنیاں بٹھائیں گے۔ پھر انہیں کہیں گے: تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں اپنی زیارت کرانا چاہتا ہے کہ تم اسے دیکھو اور وہ تمہیں دیکھے، تم اسے سلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 177

پیش کرو اور وہ تمہیں سلام فرمائے، تم اس سے بات کرو اور وہ تم سے بات کرے وہ اپنے فضل کو تم پر زیادہ فرمائے گا کیونکہ وہ وسیع رحمت والا اور فضل عظیم والا ہے۔ پس ہر شخص اپنی اونٹنی کی طرف جائے گا حتی کہ وہ سیدھے ایک صف میں چلیں گے۔ اس سے کچھ بھی فوت نہ ہوگا۔ ایک اونٹنی کا کان دوسری اونٹنی کے کان کو فوت نہیں کرے گا اور ایک اونٹنی کے بیٹھنے کی کیفیت دوسری اونٹنی کے بیٹھنے کی کیفیت سے جدا نہ ہوگی۔ وہ کسی درخت سے گزریں گے تو وہ اپنے پھلوں کے ساتھ انہیں گھیر لے گا۔ درخت ان کے راستوں سے ہٹ جائے گا تاکہ ان کی صف ٹوٹ نہ جائے یا ہر شخص اپنے دوست سے جدا نہ ہو جائے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جائیں گے تو وہ اپنے کریم چہرے سے پردہ اٹھائے گا اور ان کے اوپر اپنی عظیم عظمت ظاہر کرے گا، انہیں سلام فرمائے گا، وہ جواباً عرض کریں گے اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَلَكَ حَقُّ الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ میں سلامتی والا ہوں، میری طرف سے سلامتی ہے میرے لیے جلال و کرام کا حق ہے، میرے ان بندوں کو خوش آمدید جنہوں نے میری وصیت کی حفاظت کی، میرے عہد کی پاسداری کی، مجھ سے حالت غیب میں ڈرتے رہے اور ہر حال میں مجھ سے ڈرتے رہے۔ وہ عرض کریں گے: تیری عزت، تیرے جلال اور تیرے علو مرتبہ کی قسم! تیرا حق نہ پہچان سکے۔ ہم نے تیرا کما حقہ حق ادا نہ کیا ہمیں سجدہ کی اجازت مرحمت فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اب میں نے تم سے عبادت کی مشقت ساقط کر دی ہے، اب میں تمہارے بدنوں کو راحت بخشی ہے کیونکہ (دنیا میں) تم نے میری خاطر اپنے بدنوں کو تھکایا اور میری خاطر اپنے چہرے جھکائے۔ اب تم میری روح، رحمت، کرامت، طاقت، جلال، علو مرتبہ اور عظمت شان کی طرف آ پہنچے ہو پس وہ ہمیشہ خواہشات، عطایا اور نوازشات میں رہیں گے حتی کہ ان میں کم سے کم امید کرنے والا وہ ہوگا جو یہ کہے گا کہ میرے لیے تمام دنیا کی وہ چیزیں ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے دن سے فنا ہونے کے دن تک پیدا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم نے بہت کم خواہشات کی ہیں اور تم اپنے حق سے کم پر راضی ہو گئے ہو، میں نے وہ سب کچھ تمہارے لیے ثابت کر دیا ہے جو تم نے مانگا اور جس کی تم نے خواہش کی اور میں نے تمہیں وہ سب کچھ دے دیا اور جہاں تک تمہاری خواہشات بھی نہ پہنچ سکیں۔ اب اپنے رب کی ان نعمتوں کا ملاحظہ کرو جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہیں، پس وہ دیکھیں گے کہ رفیق اعلیٰ میں بڑے بڑے قبے ہیں۔ موتیوں اور مرجان سے بنے ہوئے بلند و بالا کمرے ہیں ان کے دروازے سونے کے ہیں اور اس کے پلنگ یاقوت کے ہیں۔ ان کے قالین سندس واستبرق کے ہیں۔ ان کے منابر نور کے ہیں جو نور ان کے دروازوں سے نکل رہا ہے اور ان کے صحن میں ایسے نور سے ہیں جو سورج کی شعاعوں کی مثل ہے، اس کے پاس چمک دار ستارے کی مثل ہے جو روشن دن میں بھی چمکتا ہے اور وہ اعلیٰ علیین میں یاقوت سے بنے ہوئے بلند بالا محلات میں جن کا نور چمک رہا ہے، اگر وہ نور مسخر نہ ہوتا تو آنکھوں کو اچک لیتا، اور جو محلات سفید یاقوت سے بنے ہوئے ہیں ان میں سفید ریشم کے قالین بچھائے گئے ہیں۔ اور جو بالا خانے سرخ یاقوت کے ہیں ان میں عبقری قالین ہیں اور جو سبز یاقوت سے تیار کیے گئے ہیں، ان میں سبز سندس کے قالین ہیں اور محلات زرد یاقوت سے بنائے گئے ہیں، ان میں گلابی رنگ کے قالین بچھائے گئے ہیں، ان کے دروازے سبز زمرد، سرخ سونے اور سفید چاندی سے مزین کیے گئے ہیں، ان کی دیواریں اور ستون جواہر سے بنے ہوئے ہیں، ان کے اوپر موتیوں کے قبے بنائے گئے ہیں، ان کے بروج پر

موتیوں کی قلغی بنائی گئی ہے۔ جب وہ اپنے رب کی نوازشات کی طرف لوٹیں گے تو ان کو سفید یاقوت کے عمدہ گھوڑے پیش کیے جائیں گے۔ جن میں روح پھونکی گئی ہوگی، ان کے پہلوؤں میں ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہنے والے خوبصورت لڑکے ہوں گے، ہر لڑکے کے ہاتھ میں ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا ہوگا۔ ان کی لگامیں اور رسیاں سفید چاندی کی ہوگی، ان پر موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے۔ ان گھوڑوں کی زینیں سندس اور استبرق سے مزین ہوگی وہ گھوڑے ان کے لے چلیں گے اور جنت کی زمین کو روندیں گے۔ جب وہ اپنی جگہ پر پہنچیں گے تو وہ ملائکہ کو نور کے منابر پر بیٹھا ہوا پائیں وہ ان کے انتظار میں ہوں گے تا کہ ان کی زیارت کریں، ان سے مصافحہ کریں اور انہیں رب کی طرف سے ملنے والی عزت پر مبارک باد پیش کریں۔ جب وہ اپنے محلات میں داخل ہوں گے تو وہ تمام نعمتیں وافر مقدار میں پائیں گے جو انہوں نے اپنے رب سے مانگی ہوں گی اور خواہش کی ہوں گی۔ ہر محل کے دروازے پر چار باغات ہوں گے ذکر سورہ رحمٰن کی ان آیات میں ہے، مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ (الرحمٰن) فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ (الرحمٰن) جب وہ اپنی اپنی جگہ پر آرام سے پہنچ جائیں گے تو ان کا رب ارشاد فرمائے گا: کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پالیا ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ ارشاد ہوگا: کیا تم اپنے رب کے ثواب سے راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم راضی ہیں تو ہم سے راضی ہو جا، ارشاد ہوگا میری رضا کی وجہ سے تم میرے گھر میں اترے ہو اور تم نے میرا دیدار کیا ہے اور میرے ملائکہ سے مصافحہ کیا ہے، تمہیں دائمی عطا مبارک ہو جو ختم ہونے والی نہیں ہے اور نہ گدلی ہونے والی ہے۔ اس وقت جنتی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَاَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

امام عبد بن حمید نے زید مولی بنی مخزوم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں ایک سوار سو سال چلے تو بھی اسے قطع نہیں کر سکتا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ (الواقعہ) جب حضرت کعب کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا! اگر ایک سوار نوجوان اونٹ پر سوار ہو پھر وہ اس درخت کے تنے کا چکر لگائے تو وہ اس کا احاطہ نہ کر سکے حتی کہ وہ بوڑھا ہو کر گر جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اس کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں سے باہر ہیں جنت کی ہر نہر اس کے تنے سے نکلتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی شخص جوان اونٹنی پر سوار ہو پھر اس کا چکر لگائے تو اس مکان تک نہ پہنچ سکے جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا حتی کہ وہ اونٹنی بوڑھی ہو کر مر جائے۔ جنت میں جو بھی منزل ہے اس میں اس درخت کی ٹہنی لٹکی ہوئی ہے۔ جب وہ اس کے پھل سے کھانے کا ارادہ کریں گے ان پر وہ پھل ٹک جائے گا وہ جو چاہیں گے کھائیں گے اور پرندے آئیں گے۔ ان سے بھی وہ خشک اور بھونا ہوا پسند کے مطابق گوشت کھائیں گے پھر پرندے اڑ جائیں گے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176

امام ابن ابی شیبہ نے ابو صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طوبی جنت میں ایک درخت ہے، اگر کوئی سوار جوان اونٹ پر سوار ہو پھر اس درخت کا چکر لگائے تو وہ اس جگہ پر نہیں پہنچے گا جہاں سے سوار ہوا تھا حتی کہ بڑھاپا اسے ختم کر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں طوبی کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! کیا تجھے طُوْبٰی کی خبر پہنچی ہے؟ ابوبکر نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طوبی جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کا طول نہیں جانتا، سوار اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کے نیچے ستر سال چلتا ہے اور اس کے پتے لباس ہیں، اس پر جو پرندے بیٹھتے ہیں، وہ بختی اونٹوں کی مثل ہیں۔ ابوبکر نے کہا: وہ پرندے نرم ہیں۔ فرمایا وہ کھانے والے بھی نرم و نازک ہیں اور اے ابوبکر! ان شاء اللہ تو ان لوگوں میں سے ہے (جو ان کا گوشت کھائیں گے)

امام ابن مردوہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے پھر اس میں اپنی روح پھونکی ہے، اس کی ٹہنیاں جنت کی دیوار سے باہر دیکھی جاتی ہیں، وہ لباس اگاتا ہے اور اس کا پھل اس کے مونہوں تک لٹکتا ہوا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن السری (فی الزہد) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے، جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں اس کی ٹہنیوں میں سے کسی ٹہنی کا سایہ نہ ہو، اس میں ہر رنگ کا پھل ہے، اس پر بختی اونٹوں کی مثل پرندے بیٹھے ہیں۔ جب انسان پرندے کی خواہش کرے گا، وہ اسے بلائے گا تو وہ اس کے دستر خوان پر گرے گا۔ انسان اس کی ایک طرف سے بھونا ہوا گوشت کھائے گا اور دوسری طرف سے خشک گوشت کھائے گا پھر وہ دوبارہ پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا (نے العزاء میں) ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جسے طُوْبٰی کہا جاتا ہے وہ سارے کا سارا کھیری کی مانند ہے جو دودھ پیتا بچہ فوت ہوتا ہے، وہ اس طُوْبٰی درخت سے دودھ پیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ طُوْبٰی لَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے رشک ہے حُسْنُ مَاٰبٍ بہتر مرجع ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُسْنُ مَاٰبٍ کا مطلب بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح کا معنی روایت کیا ہے۔ (2)

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 436 (1170)، دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 174

هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

''اسی طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کو بھیجا ایک قوم میں جس سے پہلے گزر چکی ہیں کئی قومیں تاکہ آپ پڑھ کر سنائیں انہیں وہ (کلام) جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور یہ کفار انکار کر رہے ہیں رحمٰن کا۔ فرمایئے وہی میرا پروردگار ہے، نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی پر ہی میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی جناب میں رجوع کیے ہوں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے قریش کے ساتھ جو صلح نامہ لکھا تھا اس میں آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا۔ تو قریش نے کہا: رحمٰن کو ہم نہیں جانتے، وہ زمانہ جاہلیت میں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا: ہمیں اجازت دیجئے ہم ان سے جہاد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ تم اسی طرح لکھو جیسا وہ چاہتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ لکھوایا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا گیا، قریش نے کہا: ہم رحمٰن نہیں لکھتے اور نہ ہمیں رحمٰن کے متعلق کچھ علم ہے۔ ہم تو بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھتے ہیں۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِلَيْهِ مَتَابِ کے تحت روایت کیا ہے کہ میری توبہ اس کی طرف ہے۔

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 179 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰہُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

''اگر کوئی ایسا قرآن اترتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس کے اثر سے پھٹ جاتی زمین یا مردوں سے اس کے ذریعہ بات کی جاسکتی (یہ قدرت سے بعید نہ تھا) بلکہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں (بایں ہمہ وہ ایمان نہ لاتے) کیا نہیں جانتے ایمان والے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا؟ اور کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا انہیں (آئے دن) اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ یا اترتی رہے گی کوئی نہ کوئی مصیبت ان کے گھروں کے گردونواح میں یہاں تک کہ آجائے اللہ کے وعدہ (کے ظہور کا دن)۔ بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور بے شک تمسخر اڑایا گیا رسولوں کا جو آپ سے پہلے گزرے پس میں نے ڈھیل دی کافروں کو (کچھ عرصہ تک) پھر میں نے پکڑ لیا انہیں۔ تو (دیکھو!) کیسا (بھیانک) تھا میرا عذاب۔ کیا وہ خدا جو نگہبانی فرما رہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال (نیک و بد) کے ساتھ، (ان کے بتوں جیسا ہے؟ ہرگز نہیں) اور ان مشرکین نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے شریک۔ فرمائیے ذرا نام تو لو ان کا۔ (نادانو!) کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو ایسی بات سے جسے وہ (ہمہ دان) ساری زمین میں نہیں جانتا یا یونہی یاوہ گوئی کر رہے ہو؟ بلکہ آراستہ کر دیا گیا ہے کافروں کے لیے ان کا مکروفریب اور روک دیئے گئے ہیں راہ (راست) سے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ ہونے دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ان (بدبختوں) کے لیے عذاب ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب تو بڑا سخت ہوگا اور نہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا''۔

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو تو ہمیں اپنے مردہ بزرگ دکھائیے تا کہ ہم ان سے بات کریں اور یہ مکہ کے پہاڑ ہم سے دور کر دیجئے اس وقت قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑ ہماری خاطر چل پڑیں حتی کہ یہ وسیع ہو جائیں تا کہ ہم ان کی جگہ میں کھیتی باڑی کریں یا ہمارے لیے زمین پھٹ جائے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی قوم کے لیے زمین کو ہوا کے ذریعے طے کرتے تھے۔ یا ہمارے لیے مردے زندہ کیے جائیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لیے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا یہ حدیث کسی صحابی سے مروی ہے؟ فرمایا: ابوسعید الخدری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اگر ہمارے لیے مکہ کی وادیاں وسیع ہو جائیں، ہمارے لیے پہاڑ چل پڑیں تا کہ ہم ان کی جگہ کھیتی باڑی کریں اور آپ ہمارے مردے زندہ کر دیں یا زمین کو پھاڑ دیں یا مردے اس کے ذریعہ سے کلام کریں...... اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابو یعلی، ابو نعیم (نے دلائل میں)، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (الشعراء) کا ارشاد نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے جبل ابی قیس پر یہ اعلان فرمایا: اے آل عبد مناف! میں تمہیں انجام بد سے ڈرانے والا ہوں۔ قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ڈرایا، انہوں نے کہا: تم کہتے ہو کہ تم نبی ہو اور تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت سلیمان کے لیے ہوا اور پہاڑ مسخر کر دیئے گئے تھے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر مسخر کیا گیا تھا، عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ دعا فرمائیں کہ یہ پہاڑ ہماری خاطر یہاں سے چل پڑیں اور ہمارے لیے زمین سے نہریں پھوٹ پڑیں تا کہ ہم اپنی کھیتیاں تیار کر لیں، ہم کاشت کریں اور اناج کھائیں یا آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے مردوں کو زندہ کر دے تا کہ ہم ان سے بات کریں اور وہ ہم سے بات کریں یا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس چٹان کو سونا بنا دے جو آپ کے نیچے ہے تا کہ ہم اسے تراش لیں اور گرمی اور سردی کے سفر میں تجارت سے بچ جائیں۔ تم کہتے ہو کہ تم ان انبیائے کرام کی طرح ہو۔ اس اثناء میں نبی کریم پر وحی نازل ہوئی جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سب کچھ عطا فرمایا ہے جو تم چاہتے ہو، اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو ہو جائے گا لیکن مجھے اختیار دیا ہے کہ تم چاہو تو رحمت کے دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ پس تمہارے مومن ایمان لائیں چاہو تو تم نے جو اپنے لیے سوال کیا ہے تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے پھر تم رحمت کے دروازے سے بھٹک جاؤ اور تمہارے مومن ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر میں تمہیں یہ چیزیں عطا کر دوں اور پھر تم نے کفر کیا تو تمہیں ایسا عذاب دوں گا جو اور کسی کو نہ دوں گا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (الاسراء:59) حتیٰ کہ آپ نے تین آیات تلاوت فرمائیں اور یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ...... الآیہ۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے محمد ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے پہاڑ چلائے جائیں تا کہ ہماری زمینیں وسیع ہو جائیں کیونکہ ان پہاڑوں کی وجہ سے ہماری زمینیں تنگ ہیں یا شام کا ملک ہمارے قریب ہو جائے تا کہ ہم اس میں تجارت کریں یا ہمارے مردوں کو قبور سے نکالیں تا کہ ہم ان سے باتیں کریں۔(2)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش مکہ نے کہا ہمارے لیے پہاڑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 180 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 180

چلائے جائیں، قرآن کے ذریعے زمین پھاڑی جائے اور ہمارے مردے اس کے ذریعے زندہ کیے جائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار مکہ نے محمد ﷺ سے کہا ہمارے لیے پہاڑ چلائے جائیں جس طرح داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ مسخر تھے اور ہمارے لیے زمین طے کی جائے جس طرح حضرت سلیمان کے لیے طے کی گئی تھی۔ وہ ایک مہینہ کی مسافت صبح اور ایک مہینہ کی مسافت شام کو طے کرتے تھے یا ہمارے لیے مردے کلام کریں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں سے کلام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے متعلق میں نے کوئی کتاب نہیں اتاری۔ لیکن ایک چیز تھی جو میں نے اپنے انبیاء اور رسل کو عطا فرمائی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ (المصنف میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نبی ہیں تو ان مکہ کے دو پہاڑوں کو چار یا پانچ میل کی مسافت پر دور کر دیں یا ہمیں شام یا یمن یا حیرہ پہنچا دیں تا کہ ہم ایک رات میں آتے جاتے رہیں اگر آپ واقعی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا الخ۔

امام اسحٰق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کی یہ شان نہیں کہ ہر کسی کا مطالبہ پورا کرتا رہے۔

ابو سعید، سعید بن منصور اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: وہ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے المصاحف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَفَلَمْ يَتَبَيَّنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا پڑھا تو ان سے کہا گیا کہ مصحف میں تو اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ ہے۔ فرمایا: میرا خیال ہے کہ کاتب جب لکھ رہا تھا تو وہ اونگھ رہا تھا۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اَفَلَمْ يَتَبَيَّنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ کا معنی اَفَلَمْ يَعْلَمْ ہے "کیا نہیں جانا"۔(6)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا بنی مالک کی لغت کے مطابق اس کا معنی اَفَلَمْ يَعْلَمْ ہے، نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں کیا تم نے مالک بن عوف کا یہ قول نہیں سنا:

لَقَدْ يَئِسَ الْقَوْمُ اَنِّيْ اَنَا ابْنُهٗ وَاِنْ كُنْتُ عَنْ اَرْضِ الْعَشِيْرَةِ نَائِيًا

"بے شک میری قوم جانتی ہے کہ میں اس کا بیٹا ہوں اگرچہ میں ان کے خاندان کی زمین سے دور ہوں"۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ کا معنی ہوازن کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 180
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 182
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 440 (1172)، دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 184
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

لغت میں اَفَلَمْ یَعْلَمْ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے بطور دلیل مالک بن عوف کا یہ شعر پڑھا۔

اَقُوْلُ لَهُمْ بِالشِّعْبِ اِذْ یَیْسِرُوْنَنِیْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنِّیْ ابْنُ فَارِسِ زَهْدَمِ؟

''میں نے انہیں گھاٹی میں کہا جب انہوں نے مجھے نہ پہچانا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ابن فارس زہدم ہوں''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَفَلَمْ یَايْئَسِ کا معنی اَفَلَمْ یَعْلَمْ روایت کیا ہے۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی اَلَمْ یَعْرِفْ روایت کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَفَلَمْ یَايْئَسِ کا معنی اَفَلَمْ یَعْلَمْ روایت کیا ہے۔ کچھ لوگ اسے اَفَلَمْ یَتَبَیَّنْ پڑھتے ہیں۔ اس کا معنی بالکل واضح ہے یعنی کیا انہیں عقل نہیں تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ یہ کرسکتا ہے؟ وہ اس بات سے واقف نہیں جب کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ایسا کر دے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایمان والے ان کی ہدایت سے مایوس ہوگئے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت دے۔

امام الفریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ کے تحت لکھا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے۔ (2)

الطیالسی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے اور وعدہ اللہ سے مراد فتح ہے اور تحل کا مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (3)

ابن مردویہ نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرایا میں سے کوئی سریہ (جنگ) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے۔ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ سے مراد حدیبیہ ہے اور وَعْدُ اللّٰهِ سے مراد فتح مکہ ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگوں کے متعلق مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور تحل کا مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد مصیبت ہے۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ نے العوفی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد آسمانی عذاب ہے اور تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے گھروں کے قریب اترنا ہے اور ان سے آپ کا جنگ کرنا ہے۔ (6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصیبت ان کے گھروں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 184 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 185

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 185 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186

قریب اترے گی اور وَعۡدُ اللّٰهِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کی نقلیں اتار رہا تھا اور آپ کا استہزاء کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا کرتے دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو اسی طرح ہو جا) وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا تو ایک مہینہ بے ہوش پڑا رہا پھر جب ہوش آیا تو وہ اسی طرح کی حرکتیں کر رہا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس کے نفس نے خود اعمال کیے اس پر وہ نگران ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ ہر نفس کا نگران ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تمہارا رب بنی آدم کے رزق اور ان کی عمر کا نگران ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس پر نگران ہے، وہ انہیں رزق دیتا ہے اور وہ ان کی نگرانی کرتا ہے پھر کوئی مشرک اس کا شریک ٹھہراتا ہے۔ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا بنا رکھے ہیں۔ قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ فرمایا ذرا نام تو لو ان کا، اگر وہ نام لیتے تو بھی جھوٹ بولتے اور غلط بیانی کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اَمۡ تُنَبِّئُوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ اللہ تعالیٰ کا نبی زمین میں اپنے سوا کوئی الٰہ نہیں جانتا جس کے متعلق آگاہ کر رہے ہو یا یونہی یاوہ گوئی کر رہے ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابن جریج سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ یعنی جو اس نے خود کیا ہے اس پر وہ نگران ہے۔ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍ یعنی ہر نیکوکار اور فاجر کا نگران ہے یعنی ان کے رزق اور ان کے کھانے کا نگران ہے، میں اسی صفت کے ساتھ ہوں وہ میرے غلام ہیں پھر انہوں نے میرے شرکاء بنائے ہیں۔ اب فرمائیے ان کے نام تو لو، اگر وہ نام لیتے تو بھی جھوٹ بکتے۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا جس کے متعلق تم اسے آگاہ کرتے ہو۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ الجرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ ایک دن لوگوں میں کھڑے تھے اور فرمایا: پوشیدہ حالات میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو تمہیں کیا ہے کہ تم نبطی سے زیادتی کرتے ہو جو تم میں سے کسی کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی بندیوں میں سے کسی سے شرارت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ وہ حکم فرماتا ہے پس تم مقام الٰہی کا احترام کرو، تم میں کوئی اس بات سے امن میں نہیں ہے کہ وہ کسی کو گناہ کی وجہ سے بندر یا خنزیر بنا دے، یہ دنیا میں باعث رسوائی ہے اور آخرت میں سزا ہے۔ ایک شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے! اے ربیعہ! ایسا ہو گا، لوگوں نے قسم اٹھانے والے کو دیکھا تو وہ عبدالرحمٰن بن غنم تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 187 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 189 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 190 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ سے مراد ظن ہے اور مَكْرُهُمْ سے مراد قَوْلُهُمْ (ان کی بات) ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ سے مراد باطل ہے۔(2)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾

''اس جنت کی کیفیت جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے ایسی ہے کہ رواں ہیں اس کے نیچے ندیاں اس کا پھل ہمیشہ رہتا ہے اور اس کا سایہ بھی نہیں ڈھلتا۔ یہ انجام ہے ان کا جو (اپنے رب سے) ڈرتے رہے اور کفار کا انجام آگ ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مَثَلُ الْجَنَّةِ سے مراد جنت کی صفت ہے کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے اُكُلُهَا دَائِمٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کے پھلوں کی لذت ہمیشہ ان کے مونہوں میں رہے گی۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جہمیہ فرقہ نے آیات قرآنیہ کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا جنت ختم ہو جائے گی اور جو یہ کہتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ (ص) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ (الواقعہ) پس جو کہتا ہے کہ جنت ختم ہو جائے گی وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ عطاء فرماتے ہیں جنت کا پھل ختم ہونے والا نہیں ہے اور جو کہتا ہے ختم ہو جائے گا وہ کفر کرتا ہے۔ فرمایا اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا (اس کا پھل اور سایہ دائمی ہے) جو کہتا ہے کہ اس کا پھل ہمیشہ نہیں ہوگا وہ کفر کرتا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ نے مالک بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا کے پھلوں میں سے کوئی چیز جنت کے پھلوں کے زیادہ مشابہ نہیں ہے کیونکہ تو سردیوں، گرمیوں میں اس کو پالے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جنت کا پھل دائمی ہے۔

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ۖ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 91-190 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 191

وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ
ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ
كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ
مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ
عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

"اور جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ خوش ہو رہے ہیں اس کتاب پر جو نازل کی گئی آپ کی طرف اور ان لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بعض قرآن کا انکار کرتے ہیں۔ فرما دیجئے (مجھے تمہاری مخالفت کی پرواہ نہیں) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اسے فیصلہ عربی زبان میں۔ اور اگر تم پیروی کرو ان خواہشات کی اس کے بعد کہ آچکا تمہارے پاس صحیح علم تو نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی مددگار اور نہ کوئی محافظ اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ سے پہلے اور بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔ اور نہیں ممکن کسی رسول کے لیے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر۔ ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب اور اگر ہم دکھا دیں آپ کو کچھ (عذاب) جس کی ہم نے کفار کو دھمکی دی ہے (تو ہماری مرضی) یا ہم (پہلے ہی) اٹھالیں آپ کو (تو ہماری مرضی) سو آپ پر صرف تبلیغ فرض ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ (ان سے) حساب لیں"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے خوش ہوئے اور ان کی تصدیق کی اور مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ سے مراد یہود، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابن زید سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے تھے اور پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور خوش ہو رہے ہیں پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ (یونس:40) "اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر"۔ اور مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ سے مراد یہود، نصاریٰ اور مجوس ہیں، ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13 صفحہ 195 2۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنَ الْاَحْزَابِ سے مراد اہل کتاب میں سے بعض لوگ ہیں اور بَعْضَهٗ سے مراد قرآن کا بعض ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹنا ہے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہیں عذاب الٰہی سے کوئی بچانے والا نہیں۔

امام ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت قتادہ کے طریق سے حضرت الحسن عن سمرہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تبتل (الگ تھلگ رہنا) سے منع فرمایا ہے اور پھر حضرت قتادہ نے بطور دلیل یہ آیت کریمہ پڑھی وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور عرض کی کہ میں تبتل (الگ تھلگ رہنا) کا ارادہ کرتا ہوں، حضرت عائشہ نے فرمایا: ایسا نہ کر کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں رسولوں کی سنن سے ہیں خوشبو لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور ختنہ کرنا۔

عبد الرزاق نے المصنف میں اس طرح روایت لکھی ہے: ختنہ کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا میری سنت سے ہیں۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے الضحاک سے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر کتاب جو آسمان سے اترتی ہے اس کی ایک مدت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اس کے پاس ہے اصل کتاب۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ نازل ہوئی تو قریش نے کہا: اے محمد (ﷺ) ہم نہیں دیکھتے کہ تو کسی چیز کا مالک ہے۔ تمام معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے، تو اس کے جواب میں ڈرانے اور دھمکانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ اگر ہم چاہیں تو نیا امر دے دیں اور اللہ تعالیٰ ہر رمضان میں نئے امر طے فرماتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے مثلاً لوگوں کے رزق اور ان کے مصائب اور جو کچھ انہیں عطا کرنا ہے اور جو ان میں تقسیم کرنا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 195 2۔ ایضاً

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 417 (1839)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 196 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس سے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رمضان میں اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، لیلۃ القدر میں پورے سال کی تدبیر فرماتا ہے، شقاوت، سعادت، حیات وموت کے علاوہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: انسان ایک زمانہ اللہ کی اطاعت کے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لوٹ آتا ہے پھر اپنی گمراہی پر ہی مرجاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ ایک انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے لیکن اس کے لیے فرشتہ خیر سبقت لے جاتا ہے حتی کہ وہ اطاعت الٰہی میں فوت ہوتا ہے۔(2)

امام ابن جریر، محمد بن نصر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دو کتابیں ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ اور جملۃ الکتاب اس کے پاس ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ایک لوح محفوظ ہے جس کی مسافت پانچ سو سال ہے اور وہ سفید موتیوں کی بنی ہوئی ہے اور اس کے گتے یاقوت کے ہیں اور دو گتے اللہ کی دو تختیاں ہیں، ہر روز تریسٹھ لمحہ جو چاہتا ہے ان سے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اہل کتاب ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی نے حضرت ابو الدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ہر رات کی آخری تین گھڑیوں میں اپنی شان کے لائق نزول فرماتا ہے، پہلی گھڑی میں ذکر کو نقل کرتا ہے، اس ذکر کو دیکھتا ہے جس کو کوئی دوسرا نہیں دیکھتا۔ پس جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ پھر دوسری گھڑی میں جنت عدن کی طرف نزول فرماتا ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آیا ہے اور تین طبقوں کے علاوہ بنی آدم میں سے کوئی اس میں نہیں ٹھہرے گا۔ انبیاء، صدیقین اور شہداء۔ پھر فرمایا: طوبیٰ اس کے لیے ہے جو تیرے اندر اترا پھر تیسری گھڑی میں اپنی روح اور ملائکہ کے ساتھ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے۔ پس آسمان کانپنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری عزت کی وجہ سے ٹھہر جا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف توجہ خاص فرماتا ہے کہ کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں ہے کوئی مجھ سے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کروں (یہ صدا آتی رہتی ہے) حتی کہ فجر کی نماز ادا ہوجاتی ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝ (الاسراء) میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اور دن رات کے فرشتے فجر کی نماز کے وقت موجود ہوتے ہیں (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 98-197
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 200
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 198
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 203

ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شقاوت، سعادت، حیات اور موت کے علاوہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت الکلبی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں سے مٹاتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے، عمر میں سے مٹاتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا: تمہیں یہ کس نے بتایا ہے تو انہوں نے یہ سند بیان کی قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رِئَابٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے **یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ** کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ مٹانے اور باقی رکھنے کا معاملہ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے، وہ بلند کرتا ہے، پست کرتا ہے، رزق دیتا ہے، لیکن حیات، موت، شقاوت اور سعادت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس کی تفسیر سے تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا اور تم میرے بعد اس کی تفسیر سے میری امت کی آنکھ کو ٹھنڈا کرنا۔ صحیح جگہ پر صدقہ کرنا، والدین سے حسن سلوک کرنا، نیکی کرنا، شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے اور عمر میں اضافہ کا باعث بنتا ہے اور بری جگہ مرنے سے بچاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: احتیاط تقدیر کے سلسلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتی لیکن اللہ تعالیٰ دعا کی وجہ سے تقدیر میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رجب کا دسواں دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(3)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں قیس بن عباد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہر حرام میں ہر دسویں رات میں اللہ تعالیٰ کا امر ہوتا ہے۔ اضحیٰ کا دسواں یوم النحر ہے، محرم کا دسواں یوم عاشوراء ہے اور رجب کا دسواں دن وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں ذی القعدہ کے بارے جو فرمایا وہ میں بھول گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے تو یہ دعا مانگ رہے تھے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَ عَلَیَّ شَقَاوَةً اَوْذَنْبًا فَامْحُهُ فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَاتَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ فَاجْعَلْهُ سَعَادَةً وَّ مَغْفِرَةً۔ اے اللہ اگر تو نے مجھ پر شقاوت یا گناہ لکھا ہے تو اسے مٹادے۔ بے شک تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے پس اس کو تو سعادت اور مغفرت والا بنادے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن ابی الدنیا نے الدعاء میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 200 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 381 (3333)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 203 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 199

بندہ ان کلمات میں دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی معیشت میں وسعت پیدا فرما دیتا ہے: يَا ذَاالْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْهِ. يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا ذَا الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَهْرُ اللَّاجِيْنَ وَ جَارُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَمَا مَنُ الْخَائِفِيْنَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي عِنْدَكَ فِي اُمِّ الْكِتَابِ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّيْ اسْمَ الشَّقَاءِ وَاَثْبِتْنِيْ عِنْدَكَ سَعِيْدًا وَّاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ عِنْدَكَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقْتَرًا عَلَيَّ رِزْقِيْ فَامْحُ حِرْمَانِيْ وَيَسِّرْ رِزْقِيْ وَاَثْبِتْنِيْ عِنْدَكَ سَعِيْدًا مُوَفَّقًا لِّلْخَيْرِ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ فِيْ كِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ۔

''اے احسان فرمانے والے جس پر احسان نہیں کیا جاتا، اے بزرگی وعزت والے، اے طاقت والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے پناہ طلب کرنے والوں کے سہارے، اے بے سہاروں کے سہارے، اے خوفزدہ لوگوں کی امن گاہ! اگر تو نے ام الکتاب میں اپنے پاس مجھے شقی لکھا ہے تو مجھ سے شقاوت کا اسم مٹا دے اور اپنے پاس مجھے سعادت مند لکھ دے۔ اور اگر تو نے مجھے اپنے پاس ام الکتاب میں محروم اور کم رزق والا لکھا ہے تو میری محرومی کو مٹا دے اور میرا رزق آسان فرما دے اور اپنے پاس مجھے سعادت مند اور خیر کی توفیق عطا کیا گیا لکھ دے، بے شک تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے''۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت السائب بن مہجان شامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر وعظ و نصیحت کی، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری طرح کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، صلہ رحمی اور جھگڑے کی صلح کرانے کا حکم دیا۔ فرمایا تم پر جماعت کی مطابقت ضروری ہے کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور اکیلے شخص کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے وہ دور ہوتا ہے، کوئی مرد کسی عورت سے خلوت میں ہوتا ہے تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، جس کو برائی بری لگے اور اچھائی اچھی لگے۔ وہ مسلم مومن کی نشانی ہے اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اس کو برائی بری نہیں لگتی اور اچھائی اچھی نہیں لگتی۔ اگر وہ اچھائی کرتا ہے تو وہ اس پر ثواب کی امید نہیں رکھتا۔ اگر برائی کرتا ہے تو اس شر کی وجہ سے عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتا۔ دنیا کی طلب عمدہ طریقہ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا کفیل ہے۔ ہر ایک کے لیے اس کا عمل مکمل ہوگا جو وہ عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال پر مدد طلب کرو کیونکہ وہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ صلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، السلام علیکم امام بیہقی فرماتے ہیں: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو خطاب فرمایا تھا۔ انہوں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابوروی اپنے زمانہ کے شریرترین لوگوں میں تھا وہ ہر برائی کا ارتکاب کرتا تھا، نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اگر میں ابوروی کو مدینہ کی کسی گلی میں دیکھ لوں تو میں اس کی گردن اڑا دوں، ایک دفعہ ایک صحابی کے پاس مہمان آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: تو ابوروی کے پاس

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 488 (1185)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

جا اور اس سے ہمارے لیے ایک درہم کے بدلے کھانا لے آ، الله تعالیٰ آسانی اور خوشحالی عطا فرمائے گا تو اسے درہم عطا کر دیں گے۔ عورت نے اپنے خاوند سے کہا تو مجھے ابورومی کے پاس بھیج رہا ہے جب کہ وہ اہل مدینہ کا فاسق ترین آدمی ہے؟ اس صحابی نے کہا تو جا ان شاء الله تجھے اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی، وہ عورت چلی گئی اور اس نے ابورومی کا دروازہ کھٹکھٹایا اس نے اندر سے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا فلانہ۔ اس نے کہا تو تو ہمارے پاس نہیں آئی تھی۔ پس اس عورت کے لیے دروازہ کھولا گیا تو ابو رومی نے اس سے فحش کلامی شروع کر دی اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، عورت پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ابورومی نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایسی برائی کبھی نہیں کی، ابورومی نے اپنے آپ سے کہا: ابورومی تجھ پر تیری ماں روئے تو نے یہ عمل بچپن سے شروع کیا ہے اور کبھی کپکپی طاری نہیں ہوئی اور کبھی پرواہ نہیں کی، ابورومی اپنے رب سے عہد کرتا ہے آئندہ کبھی ایسا فعل شنیع نہیں کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: ابورومی خوش آمدید۔ آپ صلی الله علیہ وسلم نے اس کے لیے جگہ وسیع فرمائی، فرمایا: اے ابورومی! گزشتہ رات تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا: اے الله کے نبی! میں ایسا کوئی نیک عمل کرسکتا تھا؟ میں اہل زمین میں سے بدترین شخص تھا۔ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: الله تعالیٰ نے تیرا ٹھکانا جنت کی طرف پھیر دیا ہے۔ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: **یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ**۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الله تعالیٰ لیلۃ القدر میں پورے سال میں ہونے والی ہر چیز اتارتا ہے۔ پھر شقاوت اور سعادت کے علاوہ عمر رزق اور تقادیر میں جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے، جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ شقاوت اور سعادت دونوں ثابت شدہ ہیں۔ (1)

امام ابن جریر نے منصور سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے مجاہد سے پوچھا کہ ہم میں کوئی یہ دعا مانگتا ہے کیسا ہے؟ اے الله! میرا نام سعادت مندوں میں ہے تو ان میں باقی رکھ اور اگر میرا نام بدبختوں میں ہے تو اسے ان میں سے مٹا دے اور اسے سعادت مندوں میں لکھ دے۔ تو مجاہد نے فرمایا: یہ اچھی دعا ہے پھر سال یا اس سے زائد عرصہ بعد میری مجاہد سے ملاقات ہوئی پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی **اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ۝** (الدخان) یعنی لیلۃ القدر میں سال کے اندر رزق اور مصیبت جو ملنی ہوتی ہے وہ نازل فرماتا ہے پھر جو چاہتا ہے مقدم و مؤخر فرماتا ہے۔ لیکن شقاوت و سعادت کی کتاب میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی وہ ثابت شدہ ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما الله نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حیات، موت، شقاوت اور سعادت ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت شقیق بن ابی وائل رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ اکثر ذیل کے کلمات سے دعا مانگتے تھے **اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِیَاءَ فَامْحُنَا وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَاَثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَاتَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ** "اے الله! اگر تو نے ہمیں بدبختوں میں لکھا ہے تو ہمارے نام وہاں سے مٹا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 198   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 98-197

دے اور سعادت مندوں میں لکھ دے اگر تو نے ہمیں سعادت مندوں میں لکھا ہے تو ہمیں باقی رکھ، بے شک تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے"۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں میں لکھا ہے تو سعادت مندوں میں باقی رکھ اور اگر تو نے مجھے بدبختوں میں لکھا ہے تو بدبختوں سے میرا نام مٹا دے اور سعداء میں لکھ دے، بے شک تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے کہا: اے امیر المومنین! اگر اللہ کی کتاب میں آیت نہ ہوتی تو میں جو کچھ ہونے والا ہے میں تمہیں بتا دیتا، حضرت عمر نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ کعب نے کہا: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو تو چاہے مٹا دے اور عمروں میں جو چاہے (اضافہ یا کمی) کر دے۔ اگر تو چاہے تو ان میں زیادتی کر دے، اگر چاہے تو کمی کر دے، اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے، جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے المدخل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قرآن میں جو چاہتا ہے تبدیل کرتا ہے، پس اسے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اسے نہیں مٹاتا ہے وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ الناسخ اور المنسوخ اس کے پاس ہے، جو تبدیل فرماتا ہے اور جو باقی رکھتا ہے سب کچھ اللہ کی کتاب میں ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ اس آیت کی مثل ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا (بقرہ: 106)(6)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ یعنی جو انبیاء پر نازل ہوتا ہے اس میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔(7)

ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے اور ام الکتاب سے مراد ذکر ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آیت کو آیت کے ذریعہ مٹاتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یعنی بنی آدم کی عمریں کتاب میں ہیں۔ جس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے اور جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہوتا اسے اپنے وقت تک باقی رکھتا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 199 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 200 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 03-200 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 01-200 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ میت کا رزق مٹاتا ہے اور زندہ مخلوق کا رزق باقی رکھتا ہے۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں ہی شقاوت وسعادت ثابت کرتا ہے اور ہر وہ چیز جس نے مستقبل میں ہونا ہوتا ہے اسے وہ ثابت کرتا ہے پھر اس سے جو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے مؤخر کرتا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے **یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ** کو (یعنی **یُثْبِتُ** کو باء کی) تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ام الکتاب سے مراد ذکر ہے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر نے سیار کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب سے ام الکتاب کے متعلق پوچھا تو کعب نے فرمایا: اس سے مراد اللہ کا ان چیزوں کے بارے علم ہے جس کو اس نے پیدا کرنا تھا اور جو انہوں نے کام کرنے تھے اپنے علم کو فرمایا کن کتاباً کتاب کی شکل میں ہو جا۔ تو وہ کتاب کی شکل میں ہو گیا۔(3)

امام ابن حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ** فرماتے ہیں: اس کے پاس ایسی کتاب ہے جس میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِیْعًا ؕ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَیَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

”کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم (ان کے مقبوضہ) علاقہ کو ہر طرف سے (رفتہ رفتہ) کم کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے، کوئی نہیں ردوبدل کر سکتا اس کے حکم میں اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور مکاریاں کرتے رہے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ان سب کو مکر کی سزا دینا، وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر شخص اور عنقریب کفار بھی جان لیں گے کہ دار آخرت (کی ابدی مسرتیں) کس کے لیے ہیں“۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے **نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا** کے تحت فرمایا **ذِهَابَ الْعُلَمَاءِ**۔ یعنی ہم اس کے اطراف سے علماء کم کر دیں گے۔

عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے ابن عباس سے اس آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 202 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 204 3۔ ایضاً

کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد ان کے علاقہ کے علماء وفقہا کی موت ہے اور نیک لوگوں کا چلا جانا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہم علماء کو موت دے رہے ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ عکرمہ فرماتے ہیں: اس سے مراد لوگوں کو اٹھالینا ہے اور حسن فرماتے تھے کہ اس سے مراد مشرکین پر مسلمانوں کا غالب آنا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوَ لَمْ یَرَوْا الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک زمین کے بعد دوسری زمین کی فتح عطا فرما رہے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا فتح عطا کرنا ہے۔ نقصان سے یہی مراد ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی کے لیے رفتہ رفتہ اردگرد کا علاقہ کم ہو رہا ہے وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انبیاء میں فرمایا: نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ (الانبیاء) ''ہم زمین کی وسعتوں کو گھٹاتے چلے جارہے ہیں اس کی چاروں طرف سے کیا وہ (ہماری تقدیر) غالب آسکتے ہیں''۔ بلکہ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ یقیناً غالب ہیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مشرکین کے علاقے کم کر کے مسلمانوں کو عطا فرما رہا ہے۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کو اس کی اطراف پر فتح عطا فرما رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم یکے بعد دیگرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علاقے میں فتح عطا کر رہے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ہم اس زمین کے اہل اور اس کی برکت کو کم کر رہے ہیں۔(7)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگوں اور پھلوں کو کم کر رہے ہیں، زمین کم نہیں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اس آیت میں روایت فرمایا ہے کہ اگر زمین کم ہوتی تو تجھ پر تیری گھاس کم ہو جاتی۔ لیکن پھل اور لوگ کم ہوتے ہیں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 207 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 240 (1393) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 205 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 206 8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد موت ہے۔ اگر زمین کم ہوتی تو تو بیٹھنے کے لیے بھی جگہ نہ پاتا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے اس گاؤں کو نہیں دیکھا جو خراب ہو چکا ہے حتی کہ اس کی آبادی اس کی ایک طرف میں رہ گئی ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا مطلب زمین کا ویران ہونا روایت کیا ہے۔ (3)

سعید بن منصور اور ابن المنذر نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب اس بستی کی ایک طرف کا خراب ہونا ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کوئی اللہ کے حکم میں ردوبدل نہیں کر سکتا جس طرح لوگ دنیا میں ایک دوسرے کے حکم کو رد کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے: رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْلِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى اِلَيَّ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ۔ ''اے میرے پروردگار میری مدد فرما اور میرے خلاف مدد نہ فرما، مجھے نصرت عطا فرما اور میرے خلاف نصرت نہ دے۔ میرے لیے تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما، مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور میرے لیے ہدایت کا راستہ آسان فرما اور جو مجھ پر بغاوت کرے اس کے خلاف میری مدد فرما''۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

''اور کفار کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔ فرمائیے (میری رسالت پر) اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یمن سے عیسائیوں کا مجتہد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تم انجیل میں میرے رسول ہونے کا ذکر پڑھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام نے فرمایا: قرآن کی یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر عن جندب رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 207 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 206 3۔ ایضاً

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 442، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 209

اللہ بن سلام آئے تو مسجد کے دروازے کے کواڑ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا کی آیت نازل ہوئی ہے؟ سب نے کہا ہاں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عبداللہ بن سلام کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سلام کی ملاقات ان لوگوں سے ہوئی جو حضرت عثمان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ آیت قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا الخ کس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تمہارے متعلق نازل ہوئی ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جب وہ وَ مَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ پڑھتے تو کہتے اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ مَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ سے مراد یہود و نصاریٰ میں سے اہل کتاب ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المبارک اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل کتاب میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو حق کی گواہی دیتے تھے اور حق کو پہچانتے بھی تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن سلام، الجارود، تمیم الداری، سلمان فارسی تھے۔ (3)

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن عدی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کیساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا: اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (4)

تمام نے اپنے فوائد اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس رحمہم اللہ (الناسخ میں) نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے وَ مَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سورت تو مکی ہے۔ (6)

ابن المنذر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن سلام کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وَ مَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ سے مراد جبرئیل ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 209
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 210
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 212
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 211

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے، وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں بہت سخت تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گئے جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۝ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۝ (العنکبوت) اور الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا تو انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا سلام پھیر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

1۔ ایضاً

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM